عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختمِ نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN
جلد: ۲۹ | ۱۶ تا ۲۲/ ربیع الاول ۱۴۳۱ھ مطابق یکم تا ۷/ مارچ ۲۰۱۰ء | شمارہ: ۹

حیات النبی ﷺ کے متعلق ہمارا عقیدہ

وہ آئے ہیں جہاں میں رحمۃ للعالمین ہوکر

آمدہ حج پالیسی
چند تجاویز

مرزا غلام احمد قادیانی کی سائنسی ایجادات

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.com.pk
Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuww
http://www.khatm-e-nubuww

مولانا سعید احمد جلال پوری

دوسری شادی کیلئے بیوی کی اجازت

جاوید اختر بٹ، کراچی

س:...... میرا مسئلہ یہ ہے کہ میں دوسری شادی کرنا چاہتا ہوں، میں معاشی طور پر مستحکم اور باآسانی دوسری بیوی کی ذمہ داری اٹھانے کے قابل ہوں، میری صحت قابل رشک اور صورت پسندیدہ ہے، میرے دولڑکے، ایک لڑکی کالج میں پڑھ رہے ہیں، مجھے اپنی بیوی سے بھی کوئی شکایت نہیں ہے، میری بیوی اس عمل کی شدید مخالفت کرے گی اور آخری حد تک جائے گی۔

(۱) کیا میرا یہ عمل شہوانی طاقت کے تابع شمار ہوگا یا میرا فطری تقاضا ہے؟

(۲) شرعاً مجھے اپنی بیوی سے اجازت کی ضرورت ہے؟

(۳) کیا میں اس کی حق تلفی کا مرتکب ہورہا ہوں؟

(۴) میرا یہ عمل جو کہ یقینی کیفیت میں ہے، شرعاً میں کسی کا جوابدہ تو نہیں؟

(۵) اگر میں یہ عمل نہ کروں تو کیا مجھے اس عمل کا کوئی اجر ملے گا؟

آخرت میں نیک لوگ جنت میں حوروں اور خدمت گار غلاموں کے حقدار ہوں گے اور جو گناہگار ہیں وہ اپنی سزا پوری کرکے جنت میں داخل ہوں گے، تو یہاں کیوں نہیں؟ جبکہ ماضی میں لونڈیوں کا بھی رواج تھا اور اب تک باضابطہ منقطع نہیں کیا گیا۔ امید رکھتا ہوں کہ آپ قرآن کی روشنی میں مجھے راہ دکھائیں گے۔

ج:...... شرعاً ایک مسلمان کو بیک وقت چار نکاح کرنے کی اجازت ہے، اب جب آپ صحت مند ہیں دونوں بیویوں کے درمیان عدل و انصاف کرسکتے ہیں، ان کے حقوق ادا کرسکتے ہیں اور آپ کی جسمانی قوت و طاقت اس کا تقاضا کرتی ہے تو آپ دوسرا نکاح کرسکتے ہیں، یہ آپ کا جائز شرعی حق ہے، اب آپ کے تمام سوالوں کے جواب ترتیب وار درج کئے جاتے ہیں:

۱:... یہ آپ کا شرعی اور فطری حق ہے۔

۲:... بیوی سے دوسرے نکاح کی شرعاً اجازت لینے کی کوئی ضرورت نہیں۔

۳:... نہیں! آپ کسی کی حق تلفی کے مرتکب نہیں ہیں۔

۴:... اگر آپ دونوں بیویوں کے ٹھیک ٹھیک حقوق ادا کریں گے تو آپ جواب دہ نہیں ہوں گے۔

۵:... اگر گناہ کا اندیشہ نہ ہو اور محض پہلی بیوی کی دل داری کے لئے ایسا کریں گے تو ان شاء اللہ اجر بھی ملے گا۔

ضروری نہیں کہ جو چیزیں جنت میں ملیں وہ دنیا میں بھی ملیں؟ کیونکہ دنیا دارالعمل ہے، اور یہاں عالم تکلف ہے، وہاں آخرت میں اس دنیا کے اعمال کا بدلہ ملے گا اور وہاں کوئی تکلف نہ ہوگا، اس لئے وہاں داڑھی نہ ہوگی، پردہ نہ ہوگا، مردوں کو سونا پہننا حلال ہوگا، اور چار سے زیادہ بیویاں بھی ہوں گی، اس لئے دنیا کو آخرت پر قیاس کرنا غلط ہے۔

نماز جمعہ کی فرضیت

محمد شہزاد، جنوبی کوریا

س:...... بندہ جنگ اخبار کا پرانا قاری ہے، لہٰذا میں ہر جمعہ کو شائع ہونے والے سوالات اور جوابات بعنوان ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' باقاعدگی سے پڑھتا ہوں اور ان پر غور بھی کرتا ہوں، بہت سے سوالات ایسے ہوتے ہیں، جن کا جواب عام قاری کے لئے وجہ اطمینان نہیں ہوتا، مثلاً یہ جواب جس کی کاپی کاغذ کے دوسری طرف نقل کی ہے، اس پر اطمینان نہیں ہوا، جمعہ کی فرضیت کے لئے صرف شہر میں رہنا نہیں، اگر مناسب سمجھیں تو اس کا جواب تفصیلاً بیان کریں تو آپ کی مہربانی ہوگی۔ ایک نقطہ جو میری نظر میں اہم ہے وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ''میں انسان کے لئے مشکلات نہیں، بلکہ آسانی پیدا کرتا ہوں'' جبکہ ہمارے علماء آسانی کی بجائے مشکلات کو صحیح سمجھتے ہیں؟

ج:...... میرے مخدوم! میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میرے جواب میں ایسی کون سی بات ہے جو آپ کی سمجھ میں نہیں آئی؟ یا اس میں اجمال اور ابہام ہے؟ بہرحال سائل نے جمعہ کے بارہ میں سوال کیا ہے اور وہ ایک شہر میں رہتے ہیں اور امریکا اصطلاحی معنی میں دارالحرب نہیں ہے، کیونکہ اس میں احکام اسلام کی ادائیگی پر کوئی پابندی نہیں ہے تو اس پر جمعہ فرض کیوں نہ ہوگا؟

ہفت روزہ

ختمِ نبوۃ

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا سید سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۹ — ۱۶ تا ۲۲/ربیع الاول ۱۴۳۱ھ مطابق یکم تا ۷/مارچ ۲۰۱۰ء — شمارہ:۹

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین و آرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

اس شمارے میں!

خدارا! ملک و قوم پر رحم کیجئے	۵	مولانا سعید احمد جلال پوری
آئندہ کی حج پالیسی... چند تجاویز	۷	ابرار الحق
وہ آئے ہیں جہاں میں رحمۃ للعالمینؐ ہوکر	۱۰	زکی کیفیؒ
حیات النبیؐ کے متعلق ہمارا عقیدہ	۱۱	مولانا محمد سلمان منصور پوری
سیرت پیغمبر آخر الزماں ﷺ (۲)	۱۳	مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی
نبوت محمدیہ (علیہ الصلوٰۃ والتحیہ) (۲)	۱۶	مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ
مرزا غلام احمد قادیانی کی سائنسی ایجادات	۱۸	جناب نعیم ملک صاحب
خبروں پر ایک نظر	۲۲	ادارہ
بچوں کا عشق رسول	۲۶	مولانا توصیف احمد
نعت شریف	۲۷	ڈاکٹر رئیس احمد نعمانی

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زرتعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۵ ڈالر، یورپ، افریقہ: ۷۵ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۵ ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰ روپے، ششماہی: ۲۲۵ روپے، سالانہ: ۴۵۰ روپے

چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 8-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)

ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷ فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰

Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)

Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi

Ph:32780337, 34234476 Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان

فون: ۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶ فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷

Hazori Bagh Road Multan

Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:

35,Stockwell Green

London, SW9 9HZ U.K

Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

قیامت کے حالات

صور پھونکنے کا بیان

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

''حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دیہاتی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ: صور کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک قرنا ہے جس میں پھونکا جائے گا۔''

(ترمذی، ج:۲، ص:۶۵)

ترجمہ:... ''حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں کیسے خوش ہوں حالانکہ صور پھونکنے والے فرشتے نے صور اپنے منہ میں لے رکھا ہے اور حکم الٰہی کی طرف کان لگائے ہوئے ہے، اور وہ منتظر ہے کہ اسے کب صور پھونکنے کا حکم کیا جاتا ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ: یہ ارشاد گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم پر بہت ہی بھاری گزرا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ: یوں کہا کرو: ''حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، عَلَى اللهِ تَوَكَّلْنَا'' (اللہ تعالیٰ ہم کو کافی ہیں اور بہترین کارساز ہیں، ہم نے اللہ ہی پر بھروسہ کیا ہے)۔'' (ترمذی، ج:۲، ص:۶۵)

صور ایک قرنا (نرسنگا) ہے، جس کو اسرافیل علیہ السلام پھونکیں گے اور اس صور پھونکنے کا ذکر قرآن کریم میں بہت سی جگہ آیا ہے، نفخ صور دو بار ہوگا، پہلے جب اللہ تعالیٰ اس عالم کو فنا کرنا چاہیں گے تو اسرافیل علیہ السلام کو حکم ہوگا، وہ صور پھونکیں گے، شروع میں اس کی آواز نہایت دھیمی اور سریلی ہوگی، جو تدریجاً بڑھتی جائے گی جس سے انسان، جنات، چرند، پرند سب سراسیمہ ہوکر مدہوشی کے عالم میں بھاگیں گے اور آواز کی شدت اور بڑھے گی تو سب کے جگر پھٹ جائیں گے، پہاڑ ریزہ ریزہ ہوجائیں گے اور روئی کی طرح اُڑنے لگیں گے، آسمان پھٹ جائے گا، ستارے جھڑ جائیں گے، بالآخر آسمان و زمین فنا ہوجائیں گے اور ذاتِ الٰہی کے سوا کوئی چیز باقی نہیں رہے گی۔ کچھ عرصے بعد (جس کی مقدار بعض روایات میں چالیس سال آئی ہے) اللہ تعالیٰ اسرافیل علیہ السلام کو زندہ کرکے انہیں پھر صور پھونکنے کا حکم دیں گے جس سے پورا عالم دوبارہ وجود میں آجائے گا، مردے قبر سے اُٹھیں گے اور میدانِ محشر میں حساب و کتاب کے لئے سب لوگ جمع ہوں گے۔

قیامت کا صور پھونکا جانا نہایت ہولناک چیز ہے کہ آسمان و زمین اور پہاڑ بھی اس کو برداشت نہیں کرسکیں گے اور چونکہ یہ منظر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر رہتا تھا اس لئے فرمایا کہ: میں کس طرح خوش ہوں جبکہ صور پھونکنے والا فرشتہ اسے منہ میں لئے منتظر کھڑا ہے کہ اسے کب صور پھونکنے کا حکم ہوتا ہے۔

مستدرک حاکم کی حدیث میں ہے کہ صور پھونکنے والا فرشتہ جب سے اس پر مقرر ہوا ہے اس نے جب سے آنکھ نہیں جھپکی، بلکہ اس کی نظریں برابر عرش کی طرف لگی ہوئی ہیں کہ مبادا آنکھ جھپکنے سے پہلے ہی اس کو صور پھونکنے کا حکم ہوجائے، گویا اس کی آنکھیں چمکدار ستارے ہیں۔

مشہور یہ ہے کہ صور پھونکنے پر حضرت اسرافیل علیہ السلام مقرر ہیں، لیکن بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس خدمت پر دو فرشتے مقرر ہیں، غالباً دُوسرا فرشتہ حضرت اسرافیل علیہ السلام کے ماتحت ہوگا، واللہ اعلم!

جمہور اہل علم کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ نفخ صور دو بار ہوگا، ایک مرتبہ فنا کے لئے، دُوسری مرتبہ دوبارہ زندہ کرنے کے لئے، اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ تین بار ہوگا، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ''النہایہ فی الفتن والملاحم'' میں لکھتے ہیں:

''اَلنَّفَخَاتُ فِي الصُّوْرِ ثَلَاثُ نَفَخَاتٍ، نَفْخَةُ الْفَزْعِ، ثُمَّ نَفْخَةُ الصَّعْقِ، ثُمَّ نَفْخَةُ الْبَعْثِ.''

(النہایہ فی الفتن والملاحم، ج:۱، ص:۲۷۹)

ترجمہ:... ''صور کا پھونکا جانا تین بار ہوگا، اوّل سے لوگ گھبرا جائیں گے، اور دُوسرے سے بے ہوش ہوجائیں گے، اور تیسرے سے دوبارہ زندہ ہوجائیں گے۔''

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''فتح الباری'' میں ابن العربی سے بھی یہی نقل کیا ہے۔

(فتح الباری، ج:۱۱، ص:۳۶۹)

اور حافظ ابن حزم ظاہری کا خیال ہے کہ نفخات چار ہوں گے نفخۂ فنا، نفخۂ احیاء، نفخۂ فزع، نفخۂ صعق۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ صور کا پھونکا جانا دو ہی بار ہوگا قرآن کریم میں پہلی بار کے صور پھونکے جانے کو نفخۂ فزع اور نفخۂ صعق فرمایا گیا ہے۔

اُوپر کی حدیثِ پاک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ضبط و تحمل کا کسی قدر اندازہ ہوتا ہے کہ قیامت کے ہولناک مناظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہیں، اس کے باوجود مسکراتے بھی ہیں، احباب سے بھی ملتے ہیں، ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے حقوق بھی ادا فرماتے ہیں، اور مراقبۂ آخرت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی شغل میں خلل انداز نہیں ہوتا، ورنہ یہ غیبی حقائق اور یہ ہولناک اور رُوح فرسا مناظر دُوسروں کے سامنے کھل جاتے تو اعصاب یک لخت جواب دے جاتے اور زندگی معطل ہوکر رہ جاتی...!

اس مضمون کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یوں بیان فرمایا ہے:

''جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تمہیں معلوم ہوجاتا تو تم بہت کم ہنسا کرتے، بہت زیادہ رویا کرتے، اور تمہارا کھانا پینا چھوٹ جاتا، اور تم بستروں پر نہ سوسکتے، اور عورتوں کو چھوڑ دیتے اور تم روتے اور گڑگڑاتے ہوئے باہر سڑکوں پر نکل آتے، اور میرا جی چاہتا ہے کہ کاش! اللہ تعالیٰ نے مجھے درخت پیدا کیا ہوتا جسے کاٹ لیا جاتا۔ (یہ آخری فقرہ غالباً حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ راوی کی حدیث کا ہے)۔''

(مستدرک حاکم، ج:۴، ص:۵۷۹)

اس حدیثِ پاک سے یہ معلوم ہوا کہ آدمی کو جب کوئی پریشانی اور گھبراہٹ لاحق ہو تو ''حَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، عَلَى اللهِ تَوَكَّلْنَا'' پڑھنا چاہئے۔ کہتے ہیں کہ جب حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو آتشِ نمرود میں ڈالا گیا آپ یہی پڑھ رہے تھے۔ (مرقاۃ)

اس دُعا کا حاصل تو تفویض و توکل ہے، یعنی اپنا سب معاملہ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ عالی کے سپرد کردیا جائے۔ ☆

ادار یہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

خدارا ملک وقوم پر رحم کیجئے!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ!

کون نہیں جانتا کہ طویل جدوجہد اور بے شمار قربانیوں کے بعد بڑی مشکلوں سے قادیانیوں کو آئینی طور پر غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا فیصلہ ہوا، لیکن رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے ان باغیوں، راجپال کے جانشینوں اور مسیلمہ کذاب کے وارثوں نے کبھی بھی اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہیں کیا اور وہ اپنی گستاخانہ روش سے کبھی باز نہیں آئے، دیکھا جائے تو اس فیصلہ کے بعد سے ان کی جارحیت کہیں زیادہ ہوگئی تھی اور کھلے عام توہین رسالت کا ارتکاب کرنے لگے، ایک طرف اگر راجپال کے یہ جانشین توہین رسالت کا ارتکاب کرنے لگے تو دوسری طرف غازی علم الدین شہیدؒ کے وارثوں نے ان کو انجام تک پہنچانے کا تہیہ کرلیا، جس کی وجہ سے ملک بھر میں افراتفری اور لاقانونیت کے مظاہرے ہونے لگے، اس صورت حال کے تدارک کے لئے ملک وقوم کے بہی خواہوں نے اپنی پوری قوت اور اسباب ووسائل استعمال کرکے ارباب اقتدار کو باور کرایا کہ توہین رسالت ایکٹ نافذ کیا جائے، چنانچہ خدا خدا کرکے اس کا نفاذ ہوا تو ملک میں کسی حد تک کچھ اطمینان وسکون اور لاقانونیت سے کسی حد تک جان چھوٹی، مگر افسوس کہ جو لوگ ملکی امن وامان کے دشمن ہیں اور وہ ملک کو پھلتا پھولتا نہیں دیکھنا چاہتے، ان کی روز اول سے یہی کوشش ہے کہ کسی طرح قانون توہین رسالت منسوخ ہوجائے تاکہ گستاخان نبوت، توہین رسالت کا ارتکاب کریں، اور ان کے مقابلہ میں عاشقان رسالت ان کے خلاف راست اقدام کریں تو ملک پھر سے اضطراب وبے چینی کا شکار ہوجائے، لہٰذا ایسے لوگوں کی جانب سے آئے دن اس قسم کے بیانات آتے رہتے ہیں کہ قانون توہین رسالت کو منسوخ کیا جائے، اس پر نظر ثانی کی جائے یا کم از کم اس میں ترمیم کی جائے وغیرہ وغیرہ، اس سلسلہ کا وفاقی وزیر برائے اقلیتی امور جناب شہباز بھٹی کا پالیسی بیان ملاحظہ ہو:

> ”واشنگٹن (اے ایف پی) وفاقی وزیر اقلیتی امور شہباز بھٹی نے کہا ہے کہ ناموس رسالت کے قانون پر رواں سال نظر ثانی کی جاسکتی ہے، جس کا اقلیتوں کے خلاف غلط استعمال کیا جاتا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مذہبی مفاہمت حکومت کی ترجیحات میں شامل ہے اور جمہوری حکومت اقلیتوں کے حقوق کے خلاف تفریقی قانون کو منسوخ کرنے پر یقین رکھتی ہے۔ اے ایف پی کو دیئے گئے ایک انٹرویو میں شہباز بھٹی نے کہا کہ ہم دہشت گردی کے خلاف فوجی آپریشن اور معیشت کے مواقع فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ بین المذاہبی ہم آہنگی کو فروغ دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ وہ تمام سیاسی جماعتوں سے رابطہ کررہے ہیں تاکہ رواں سال کے آخر تک ناموس رسالت کے قانون کا جائزہ لیا جاسکے۔ انہوں نے کہا کہ نئے قانون کے تحت ناموس رسالت کی جھوٹی شکایت کرنے والے کو بھی برابر کی سزا دی جاسکے گی۔“
>
> (روزنامہ جنگ کراچی، ۸/فروری ۲۰۱۰ء)

جب مسلمانوں کے ایمان وعقیدہ کو چیلنج کیا جائے گا، جب ان کی مقدس شخصیات کی توہین کی جائے گی، جب ان کی ملی غیرت کو چیلنج کیا جائے گا، جب ان

کے دین ومذہب کا منہ چڑایا جائے گا، جب ان کے سامنے ان کے نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس پر ہاتھ ڈالا جائے گا، جب ردائے ختم نبوت کو تار تار کیا جائے گا، جب ان کی موجودگی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمیت تمام انبیاء کرام کی شان میں نازیبا الفاظ وکلمات کہے جائیں گے، جب ان کے سامنے قرآن و سنت کے برعکس دعویٰ نبوت کیا جائے گا اور اجرائے نبوت کا فلسفہ بیان کیا جائے گا، بتلایا جائے کون مسلمان اس کو برداشت کرے گا؟ پھر ایسے بدقماشوں کے خلاف عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانے اور پولیس کو اطلاع کرنے کے باوجود کوئی شنوائی نہ ہو اور ایسے موذیوں کے خلاف کسی صورت بھی قانون حرکت میں نہ آئے بلکہ الٹا قانون کے پاس داروں کو تحقیقات کے نام پر الجھایا جائے، تو اس کا نتیجہ یہی نکلے گا کہ مسلمان اپنے دین، مذہب، نبی امی صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاءؑ کے دشمنوں کے خلاف براہ راست کارروائی کرنے پر مجبور ہوں گے، اگر ایسے موذیوں کے خلاف قانون حرکت میں آتا اور ان کو لگام دی جاتی تو کسی کو احتجاج کرنے یا احتجاجی جلوس اور ریلیاں نکالنے کی کیا ضرورت ہوتی؟ لیکن جب عدالت وقانون کا دروازہ کھٹکھٹانے کے باوجود کوئی شنوائی نہ ہو تو وہی ہوتا ہے جو چونیاں کی مضافات، الہ آباد میں ہوا، لیجئے روزنامہ اسلام کی رپورٹ ملاحظہ ہو:

> ''الہ آباد (نامہ نگار) نبوت کا دعویٰ کرنے والوں پر عوام کا تشدد، ایک ہلاک ۲ کو پولیس نے گرفتار کرلیا، توہین رسالت ایکٹ کے تحت مقدمہ درج، مقتول طارق کے قتل کے الزام میں درجنوں مظاہرین کے خلاف قتل کا مقدمہ درج، دونوں ایف آئی آر سیل، حالات کنٹرول کرنے کے لئے پولیس کی بھاری نفری تعینات۔ تفصیلات کے مطابق نواحی گاؤں فاروق آباد کے رہائشی اکبر اور اس کے بیٹوں محمد علی اور طارق نے مبینہ طور پر نبوت کا دعویٰ کردیا، جس پر عوام مشتعل ہوگئے اور احتجاجی مظاہرہ بھی کیا اس دوران اکبر کا بیٹا طارق مظاہرین کے درمیان آگیا اور مبینہ طور پر گستاخانہ کلمات دوبارہ دہرائے جس پر مظاہرین نے طارق کو شدید تشدد کا نشانہ بنایا، پولیس نے ہسپتال ریفر کیا لیکن طارق راستے میں ہی دم توڑ گیا، پولیس نے مقتول طارق سمیت اس کے بھائی محمد علی اور باپ اکبر کے خلاف توہین رسالت ایکٹ 295-C کے تحت مقدمہ درج کرکے تفتیش شروع کردی ہے۔ علاوہ ازیں مقتول طارق کے والد اکبر کی درخواست پر درجنوں مظاہرین کے خلاف الہ آباد پولیس نے قتل کا مقدمہ درج کرلیا ہے۔ ڈی پی او گوہر نفیس، ڈی ایس پی چونیاں رانا محمد حنیف اور ایس ایچ او شیخ اعجاز احمد نے بھاری نفری کے ہمراہ حالات کو کنٹرول کیا۔ پولیس کے مطابق دونوں مقدمات کی تفتیش میرٹ پر کی جائے گی اور کسی کو قانون ہاتھ میں لینے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔'' (روزنامہ اسلام کراچی، ۱۳/فروری ۲۰۱۰ء)

ہم قطعاً اس کے حق میں نہیں کہ کوئی مسلمان قانون کو ہاتھ میں لے، یا ایسے موذیوں کے خلاف از خود کارروائی کرے، کیونکہ یہ سب کچھ مملکت اور ریاست کے دائرہ اختیار کی چیزیں ہیں۔

اسی طرح ہم برملا کہتے ہیں کہ الہ باد میں جو کچھ ہوا، بُرا ہوا، اس لئے کہ اسلام دشمن قوتیں اس کو مسلمانوں اور خصوصاً قانون توہین رسالت کے خلاف استعمال کرنے کی بھرپور کوشش کریں گی، لیکن بایں ہمہ ہم ارباب اقتدار سے پوچھنا چاہیں گے کہ کیا ان پر لازم نہ تھا کہ ایسی صورت حال کی قبل از پیش بندی کی جاتی؟ دیکھا جائے تو اس صورت حال کی ذمہ دار حکومت وانتظامیہ ہے، اس لئے کہ اگر اس قانون کو موثر بناتی، اگر انتظامیہ اور پولیس مجرموں کو گرفتار کرلیتی تو یہ صورت حال کیونکر پیش آتی؟

لہٰذا قانون توہین رسالت کا نفاذ اور اس پر عملدرآمد ہی اس لاقانونیت کا موثر علاج ہے، اس لئے کہ جب ایسے کسی موذی کو قانون کے شکنجے میں جکڑ دیا جائے گا تو مسلمانوں کو اشتعال میں آنے اور قانون کو ہاتھ میں لینے کی قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہوگی۔ لہٰذا ہم عرض کرنا چاہیں گے کہ خدارا ملک وقوم پر رحم کیجئے! اور اس قانون کو موثر بنایئے اس لئے کہ قانون توہین رسالت جہاں مسلمانوں کو تحفظ دیتا ہے وہاں یہ غیر مسلموں کو بھی تحفظ دیتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس میں ملکی امن وامان کا راز بھی مضمر ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

آئندہ کی حج پالیسی... چند تجاویز

تحریر: ابرار الحق

دیکھنے میں آیا ہے کہ جوں جوں حج کے سفر میں سہولتیں میسر آگئی ہیں، وہیں حجاج بھی آرام طلب ہوتے چلے جارہے ہیں، اب تو حجاج سہولتوں کا مطالبہ کرتے نظر آتے ہیں اور ان کی یہ کمزوری دیکھتے ہوئے کچھ گروپوں نے تو حجاج کی سہولتوں کے نام پر لوٹ مار کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ خدا کی پناہ پرائیویٹ سیکٹر میں حج کے اخراجات پچھلے سال ۳ لاکھ سے لے کر ۱۰ لاکھ تک دیکھنے میں آئے، گئے زمانے میں حجاز مقدس کے سفر کا کیا نظم ہوگا یہ تو وہ ہی بہتر جانتے ہوں گے البتہ موجودہ دور میں سعودی حکومت نے حجاج کو دو طریقے سے حجاز مقدس آنے کی پالیسی بنائی ہے، ایک سرکاری پالیسی کہلاتی ہے جبکہ دوسری پرائیویٹ پالیسی کہلاتی ہے۔ سرکاری پالیسی کے تحت حکومتوں کے زیر نگرانی وزارت حج یا حج کمیٹیاں اپنے اپنے ملکوں کے حجاج کے لئے انتظامات کرتی ہیں جبکہ پرائیویٹ پالیسی کے تحت نجی ادارے گروپ بنا کر اپنے اپنے حجاج کا انتظام کرتے ہیں، ہمارے ملک پاکستان میں حج کے انتظام وزارت مذہبی امور کے زیر نگرانی انجام پاتے ہیں، سرکاری حجاج کے لئے تمام انتظامات وزارت خود کرتی ہے جبکہ پرائیویٹ پالیسی کے تحت وزارت نے نجی اداروں کو لائسنس دیئے ہیں، سرکاری حجاج کے لئے وزارت جو انتظامات کرتی ہے، اس سے ہر کوئی بخوبی واقف ہے، نہ تو سرکاری حجاج کی تربیت کا کوئی انتظام ہوتا ہے، نہ ان کی رہائش مناسب ہوتی ہے، حد تو یہ ہے کہ غیر مردوں اور غیر عورتوں کو ایک ہی کمرے میں ٹھہرا دیا جاتا ہے، جس سے حیا نام کی چیز ہی باقی نہیں رہتی اور اب تو یہاں تک نوبت آگئی ہے کہ سرکاری حجاج کے رہائشی انتظامات میں کمیشن اور غبن جیسے معاملات اخبارات کی زینت بنتے ہیں۔ غرض یہ کہ بے ضابطگیوں کی کوئی انتہا نہیں ہے، پرائیویٹ سیکٹر میں نجی اداروں کے ہمراہ حج کرنے کا رجحان وزارت کی طرف سے جاری کردہ اسپانسر شپ اسکیم کے اجرأ کے بعد سے شروع ہوا جو کہ وزارت نے تقریباً ۲۰ سال قبل شروع کی تھی، اس پالیسی کے تحت حجاج کو اپنی رہائش خود لینے کا اختیار دیا گیا، اس اسکیم کو دیکھتے ہوئے چند اداروں نے اس مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے کہ حج ایک عبادت ہے اور یہ عبادت صحیح صحیح ادا ہو جائے، حجاج کی راہنمائی اور انتظامات کا بیڑا اٹھایا، یہ ادارے حجاج کی تربیت سے لے کر ان کے رہائشی انتظامات اور دیگر امور نہایت احسن طریقے سے اور عبادت سمجھتے ہوئے ادا کر رہے تھے، اس کام کا آغاز مساجد اور مدارس سے شروع ہوا، حجاج ان اداروں کی خدمات سے بہت مطمئن تھے، کیونکہ یہ ادارے خالص اخلاص کے ساتھ حجاج کو خدمات فراہم کر رہے تھے، وقت کے ساتھ ساتھ ان اداروں کے حجاج کی تعداد میں بیش بہا اضافہ ہوتا گیا، ان اداروں میں سے چند اداروں کے حجاج کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی تھی، وقت کے ساتھ ساتھ ان اداروں کی تعداد میں بھی اضافہ ہوتا گیا، وزارت نے اسپانسر شپ اسکیم بند کردی اور پرائیویٹ گروپ آرگنائزرز کی اسکیم متعارف کرائی اور کوٹہ سسٹم کا اجراء کیا، جس کے تحت ان اداروں کو رجسٹرڈ کیا گیا جو کہ حجاج کو خدمات فراہم کر رہے تھے، پہلے سال شرط یہ رکھی گئی کہ ایسے اداروں کو رجسٹرڈ کیا جائے گا جو کم از کم گزشتہ ۵ سال سے یہ خدمات انجام دے رہے ہوں اور ان کو اتنا ہی کوٹہ دیا جائے گا جتنے حجاج کو وہ گزشتہ سالوں میں خدمات فراہم کرتے رہے ہیں، اس روشنی میں پہلے سال تقریباً ۱۷۵ ادارے بحیثیت گروپ آرگنائزرز رجسٹرڈ کئے گئے اور ان کو ۱۰۰ حجاج سے لے کر ۲۰۰۰ حجاج تک کا کوٹہ الاٹ کیا گیا، اس سال وزارت نے مانیٹرنگ سیل بنا کر اس تمام آپریشن کی نگرانی کی اور وزارت نے برملا اس بات کا اعتراف کیا کہ پہلے سال ہی ۹۰ فیصد اداروں نے نہایت تسلی بخش کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے لیکن پہلے سال کے بعد ہی نہایت تیزی سے پرائیویٹ سیکٹر کی پالیسی میں تبدیلیاں آنا شروع ہوگئیں، حال ہی میں وزارت مذہبی امور پاکستان کی طرف سے عندیہ دیا گیا ہے کہ آئندہ سال کے لئے حج کا کوٹہ ان اداروں کو دیا

جائے گا جو کہ IATA کا لائسنس رکھتے ہوں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ شرط سعودی حکومت کی طرف سے عائد کی گئی ہے جبکہ سعودی وزارت مذہبی امور کی ویب سائٹ پر ایسی کوئی شرط نظر نہیں آتی، اس وقت صورت حال یہ ہے کہ تقریباً ۵۹۰ ادارے وزارت کے پاس رجسٹرڈ ہیں جبکہ گزشتہ تین سالوں میں کسی نئے گروپ آرگنائزرز کو رجسٹرڈ نہیں کیا گیا۔ ہر سال رجسٹریشن کا عمل دہرایا جاتا ہے اور کوٹے بانٹے جاتے ہیں اور ہر سال رجسٹریشن کوٹے اور دوران سفر مانیٹرنگ کے نام پر رشوتوں کا بازار گرم ہوتا ہے، اس کام کو نام نہاد تنظیمی عہدیداران منطقی انجام تک پہنچاتے ہیں، انہی وجوہات کی بنا پر حج پالیسی کے اجرا میں تاخیر ہوتی ہے، کیونکہ گروپ آرگنائزرز سے معاملات طے پانے میں وقت لگایا جاتا ہے، اس سلسلے میں وزارت اور گروپ آرگنائزرز دونوں کے سوچنے کا مقام ہے کہ جس کام کو عبادت سمجھ کر شروع کیا ہو اس کو کہاں پہنچا دیا گیا ہے؟ لمحہ فکریہ ہے اور اب IATA کی شرط کو لاگو کرکے مزید انویسٹمنٹ بڑھ جائے گی، ویسے بھی پاکستان میں IATA ممبر کی تعداد کچھ زائد نہیں ہے۔ IATA ممبر صرف ٹریول ایجنسیاں ہیں، اگر اس شرط کو لاگو کردیا گیا تو حج بھی صرف ٹریول ایجنٹوں کے ذریعے ہی کیا جاسکے گا، جس طرح آج کل عمرہ ادا کرنے کے لئے کسی نہ کسی ٹریول ایجنسی کی محتاجگی ہے اور عمرہ زائرین کا جو حال ہے وہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں، جب سعودی حکومت نے ٹریول ایجنٹوں کے ذریعے عمرہ زائرین کے لئے پالیسی بنائی تو اس وقت بھی اس نے IATA کی شرط لاگو نہیں کی تھی، لیکن IATA ممبر ٹریول ایجنٹوں نے سعودی حکام سے ساز باز کرکے عمرہ کے لئے IATA ممبر کی شرط کو لاگو کرادیا اور اب یہ ہی لوگ وزارت مذہبی امور پاکستان سے ساز باز کرکے حج کے لئے بھی IATA کی شرط لاگو کرنے کی کوشش کر رہے ہیں جس کی جتنی مذمت کی جائے کم ہے، اگر IATA کی شرط لاگو ہوگئی اور صرف ٹریول ایجنٹ ہی اس کام میں رہ گئے تو حجاج کا حال بھی عمرہ زائرین سے مختلف نہیں ہوگا، ٹریول ایجنٹ عمرہ زائرین کو بھیج کر بری الذمہ ہونے کی کوشش کرتے ہیں، حجاز مقدس میں ان کو کن مسائل کا سامنا ہوتا ہے، اس سے ان کو کوئی غرض نہیں ہوتی اور بے چارے زائرین اپنی رہائش اور اپنی واپسی کی سیٹ کنفرم کرانے کے چکر میں ہی رہتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کی عبادات میں یکسوئی نہیں رہتی جبکہ حج میں اب تک باقاعدہ گروپ آرگنائزرز اپنے آپ کو خود لے کر جاتے ہیں، دوران سفر ساتھ رہتے ہیں، حجاج کی تکالیف کا خیال رکھتے ہیں، اپنے حجاج کے لئے بہتر سے بہتر انتظامات کرنے کی کوشش کرتے ہیں بلکہ کچھ آرگنائزرز تو اپنے حجاج کے لئے طعام کا بھی انتظام کرتے ہیں، یہ تمام چیزیں ٹریول ایجنٹس کے نظام میں نظر نہیں آتیں۔

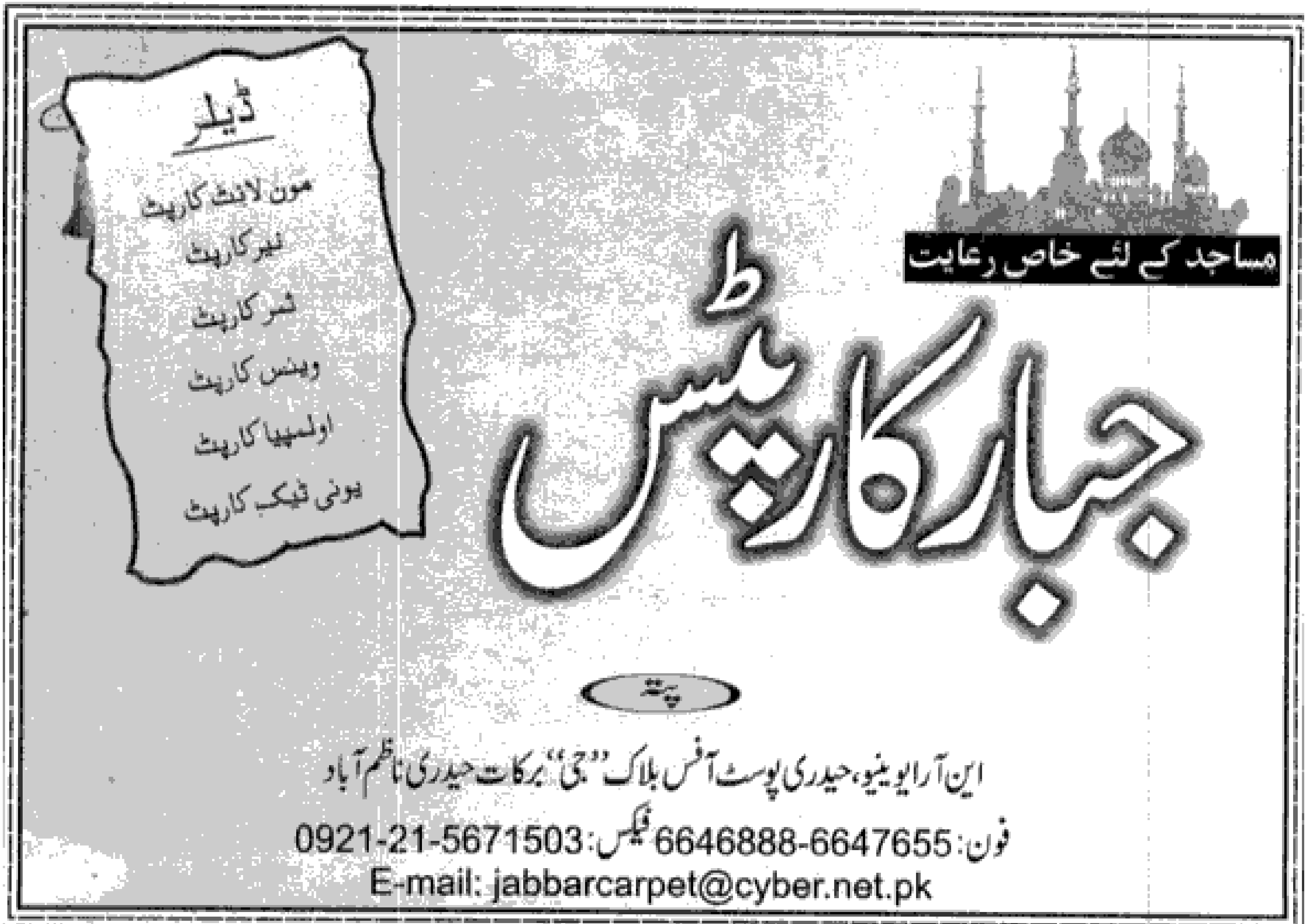

لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ گروپ آرگنائزرز IATA کی شرط پر احتجاج کرنے کی بجائے IATA لائسنس حاصل کرنے کی دوڑ میں شامل ہو چکے ہیں، کیونکہ وہ نہیں چاہتے کہ کسی بھی وجہ سے سونے کا انڈا دینے والا کاروبار ہم سے چھن جائے، ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اس معاملے پر وزارت کو اس بات پر قائل کیا جاتا کہ اس فیلڈ پر خاص کاروباری شرائط لاگو نہ کی جائیں، وزارت کو خود ہی اس سلسلے میں سوچنا چاہئے کہ اس قسم کی شرائط لاگو کرنے سے اخراجات میں اضافہ ہو جاتا ہے جو کہ بہر حال حاجی کو ہی برداشت کرنا ہوتا ہے، اس وقت وزارت کی پالیسی کی وجہ سے حج اخراجات میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے، اس وقت صرف حج کا کام کرنے والے ایک ادارے کا سالانہ خرچہ تقریباً ۱۲ لاکھ روپے ہے، کیونکہ ہر گروپ آرگنائزرز کے لئے لازم ہے کہ وہ آفس کے لئے کمپیوٹر، فیکس و دیگر الیکٹرونک آلات رکھے، اس کے لئے اسٹاف رکھے، حجاج کے رہائشی انتظامات کے لئے کم و بیش تین دفعہ ہر گروپ آرگنائزرز کو سعودی عرب کا سفر کرنا پڑتا ہے، پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی ہونے کی وجہ سے سالانہ آڈٹ وغیرہ کی مد میں اچھی خاصی رقوم آڈیٹر کو دی جاتی ہیں اور سالانہ انکم ٹیکس بھی ادا کرنا پڑتا ہے، ان تمام مدات میں اس رقم کا خرچ ہونا معمول کی بات ہے، وزارت کو اس طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے اور ایسی پالیسی وضع کرنی چاہئے کہ جس سے حجاج پر کم از کم بوجھ آئے اور ہونا تو یہ چاہئے اس فیلڈ میں کوٹہ کم از کم ۲۰۰ حجاج کا ہونا چاہئے اور زیادہ سے زیادہ کی کوئی قید نہیں ہونی چاہئے، جتنے حجاج جس ادارے پر اعتماد کریں اس کو اتنا کوٹہ دیا جائے اور جس ادارے کے ۲۰۰ حجاج پورے نہ ہوں، اس کو رجسٹرڈ نہ کیا جائے، اس صورت میں ان اداروں کے حجاج کو سرکاری اسکیم میں ایڈجسٹ کیا جائے یا ان کو موقع دیا جائے کہ وہ دوسرے ادارے کا انتخاب کرلیں، اس صورت میں ایک تو انتظامی اخراجات میں خاطر خواہ کمی آئے گی اور دوسرا یہ کہ کوٹہ بکنے کا گھناؤنا کاروبار ختم ہو جائے گا۔ IATA کی شرط کو بالکل لاگو نہ کیا جائے، اس وقت تقریباً سارے ہی ادارے پرائیویٹ لمیٹڈ کمپنی کی صورت میں وزارت کے پاس رجسٹرڈ ہیں، اسی پر اکتفا کیا جائے، پچھلے سالوں میں جن اداروں کی خدمات تسلی بخش نہیں رہیں اور ان کی سنگین قسم کی بدعنوانی ثابت ہو چکی ہوں، ان کو بالکل رجسٹرڈ نہ کیا جائے، ایسا نہ ہو کہ ایک سال کوٹہ نہ دے کر دوسرے سال ساز باز کرکے دوبارہ کوٹہ دے دیا جائے، مستقلاً ایسے اداروں کو بلیک لسٹ کیا جائے لیکن ان تمام معاملات کو بالکل شفاف طریقے سے نمٹایا جائے اور ان معاملات کو وزارت مذہبی امور نہ دیکھے، کیونکہ وزارت خود بھی ایک فریق کی حیثیت رکھتی ہے، اس وجہ سے اس سلسلے میں نیوٹرل جسٹس ہونا چاہئے تاکہ معاملات کی شفافیت پر حرف نہ آئے، یعنی تیسرا فریق ان معاملات کی نگرانی کرے اور تنازع کی صورت میں فیصلہ بھی کرے۔ اس صورت میں وزارت اور اداروں کے درمیان ساز باز کی نوبت نہیں آئے گی، اگر مندرجہ بالا تمام معاملات کو مدنظر رکھ کر آئندہ کی حج پالیسی بنائی جائے تو حجاج اور حج گروپ آرگنائزرز کے معاملات میں یقیناً بہتری آنے کے امکانات ہیں، لیکن اخلاص شرط ہے۔

(بشکریہ روزنامہ جنگ، کراچی، ۱۸ فروری ۲۰۱۰ء)

ہم مدینے سے اللہ کیوں آ گئے؟

ہم مدینے سے اللہ کیوں آ گئے، قلبِ حیران کی تسکیں وہیں رہ گئی
دل وہیں رہ گیا، جاں وہیں رہ گئی، ہر تمنا بھی دل کی وہیں رہ گئی

یاد آتے ہیں ہم کو وہ شام و سحر، وہ سکونِ دل و جان و روح و نظر
یہ انہیں کا غم ہے انہیں کی عطا، ایک کیفیتِ دل نشیں رہ گئی

اللہ اللہ وہاں کا درود و سلام، اللہ اللہ وہاں کا سجود و قیام
اللہ اللہ وہاں کا وہ کیف دوام، وہ صلوٰۃ سکوں آفریں رہ گئی

جس جگہ سجدہ ریزی کی لذت ملی، جس جگہ ہر قدم ان کی رحمت ملی
جس جگہ نور رہتا ہے شام و سحر، وہ فلک رہ گیا وہ زمیں رہ گئی

پڑھ کر "نصر من اللہ و فتح قریب" جب ہوئے ہم رواں سوئے کوئے حبیب
برکتیں رحمتیں ساتھ چلنے لگیں، بے بسی زندگی کی یہیں رہ گئی

زندگانی وہیں کاش ہوتی بسر، کاش بہزاد آتے نہ ہم لوٹ کر
اور پوری ہوئی ہر تمنا مگر یہ تمنائے قلبِ حزیں رہ گئی

بہزاد لکھنوی

وہ آئے ہیں جہاں میں رحمۃ للعالمینﷺ ہوکر

وہ آئے ہیں جہاں میں رحمۃ للعالمینؐ ہوکر — پناہ بیکساں بن کر، شفیع المذنبینؐ ہوکر
خرد کیا کرسکے گی رفعتوں کا ان کی اندازہ — فلک بھی رہ گیا جن کے لئے فرش زمیں ہوکر
قدم بوسی کی دولت مل گئی تھی چند ذروں کو — ابھی تک وہ چمکتے ہیں ستاروں کی جبیں ہوکر
ضعیف و بے نوا سمجھا تھا جن کو اہلِ نخوت نے — جہاں پر چھا گئے وہ سرور دنیا و دیں ہوکر
ہزاروں بار اس پر عشرت کونین صدقے ہو — غم عشق نبیؐ رہ جائے جس دل میں مکیں ہوکر

نگاہِ اولیں کیفی کی جب روضہ پہ ہو یارب
تمنا ہے کہ رہ جائے نگاہِ واپسیں ہوکر

محمد زکی کیفی

مصطفیٰ آپؐ ہیں، مجتبیٰ آپؐ ہیں — یا نبی خاتم الانبیاء آپؐ ہیں
آپؐ ہیں ہادیٔ کل خدا کی قسم — خلق ہے کارواں، راہنما آپؐ ہیں

(سیّدامین گیلانیؒ)

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق

ہمارا عقیدہ

مولانا محمد سلمان منصور پوری

ہمارے آقا، فخر موجودات، سرور عالم حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام) دنیا سے پردہ فرمانے کے باوجود اپنے روضۂ اطہر میں اعلیٰ درجہ کی حیات طیبہ کے ساتھ تشریف فرما ہیں، اور آپ کا اپنے جسد شریف سے خاص تعلق ایسے ہی قائم ہے، جیسے دنیوی زندگی میں ہوتا ہے۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالی میں روضۂ اطہر پر حاضری کے وقت جو سلام پیش کیا جاتا ہے اسے آپ (بقدرت خداوندی) خود سماعت فرماتے ہیں اور بنفس نفیس سلام کا جواب مرحمت فرماتے ہیں، اکابر علماء دیوبند اور جمہور علماء اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہی ہے جو دلائل قویہ سے مؤید ہے۔

حجۃ الاسلام حضرت نانوتویؒ کی تحقیق:

حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے معرکۃ الآراء رسالہ ''آب حیات'' میں اس موضوع پر طویل کلام فرمایا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

''عالم برزخ میں حیات اموات کے درجات مختلف ہیں:

۱:...وہ درجہ جو عام مومنین بلکہ ہر میت کو حاصل ہے کہ اس کی روح زندہ رہتی ہے، مگر اس کا کسی خاص بدن سے تعلق نہیں رہتا۔

۲:...وہ درجہ جو شہداء کو حاصل ہے کہ ان کی ارواح کو ایک خاص بدن عطا ہوجاتا ہے، جس میں حلول کرکے ان کی ارواح جنت کی نعمتوں سے فیضیاب ہوتی ہیں، ان کی حیات عام مومنین کی حیات سے زیادہ قوی ہوتا ہے، اسی لئے انہیں قرآن کریم میں زندہ فرمایا گیا ہے:

''بَلْ أَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ.'' (آل عمران)

۳:...ان درجات میں سب سے اعلیٰ درجہ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو حاصل ہے کہ نہ صرف ان کی روح زندہ رہتی ہے بلکہ روح کا ان کے جسد عنصری سے تعلق بھی برقرار رہتا ہے۔ ان کے اجساد شریفہ مٹی میں مل کر ختم نہیں ہوسکتے، حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مٹی کو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے اجساد مطہرہ کو مٹی میں ملانے سے منع کردیا ہے، اور ان کی اس حیات طیبہ کی کھلی دلیل دو باتیں ہیں۔

اول:...یہ کہ ان کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد ان کی ازواج مطہرات سے نکاح کسی کے لئے قطعاً جائز نہیں ہے، وجہ ظاہر ہے کہ جب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام باحیات ہیں تو کسی انسان کی حیات میں اس کی زوجہ دوسرے کے نکاح میں کیسے جاسکتی ہے؟

دوسرے یہ کہ انبیاء علیہم السلام کی وراثت نہیں چلتی، کیونکہ وراثت مردہ کے مال میں جاری ہوتی ہے، لہٰذا جو حضرات باحیات ہیں ان کی وراثت کے کیا معنی؟ اس کے برخلاف چونکہ شہداء اور عام مومنین واموات کی حیات کا درجہ انبیاء علیہم السلام کے درجہ سے بہت فروتر ہے لہٰذا ان کی وفات کے بعد حسب ضابطہ وراثت جاری ہوتی ہے اور ان کی ازواج سے عدت کے بعد نکاح کرنا منع نہیں ہے۔''

(تلخیص از رسالہ آب حیات، حضرت نانوتوی، ص:۲۲۲،۲۲۳)

علماء دیوبند کا متفقہ عقیدہ

علماء دیوبند کے عقائد کے سلسلہ میں معتبر ترین کتاب ''المہند علی المفند'' میں ترجمان مسلک دیوبند، فقیہ النفس عالم ربانی حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب سہارن پوری رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے:

''ہمارے نزدیک اور ہمارے

مشائخ کے نزدیک حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور آپ کی حیات دنیا کی سی ہے، بلا مکلف ہونے کے اور یہ حیات مخصوص ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور شہدأ کے ساتھ، برزخی نہیں ہے جو حاصل ہے تمام مسلمانوں کو، بلکہ سب آدمیوں کو، چنانچہ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ ''انباء الاذکیاء بحیوۃ الانبیاء'' میں بتصریح لکھا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ: علامہ تقی الدین سبکی نے فرمایا کہ انبیاء وشہدأ کی قبر میں حیات ایسی ہے جیسے دنیا میں تھی اور موسیٰ علیہ السلام کا اپنی قبر میں نماز پڑھنا اس کی دلیل ہے، الخ۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ حضرت کی حیات دنیوی ہے اور اس معنی کو برزخی بھی ہے کہ عالم برزخ میں حاصل ہے۔''

(المہند علی المفند ص:۷)

اس وضاحت کے بعد عرض ہے کہ اس باب میں ان نعتوں کو جمع کیا گیا ہے جو خاص طور پر روضۂ اقدس پر حاضری کے وقت پڑھے جانے کے لائق ہیں، ان میں جن میں سلام کے الفاظ ہیں، انہیں بارگاہ نبوت میں پیش کرتے وقت یہ عقیدہ رکھیں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے سلام کو سن کر جواب مرحمت فرماتے ہیں اور جن اشعار میں پیغمبر علیہ السلام سے عرض معروض اور فریاد کی گئی ہے، انہیں پڑھتے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ رہے اور بار بار اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کی جاتی رہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے ہمارے یہ حقیر جذبات ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچادے۔ اس کی تائید سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کے طرز عمل سے ہوتی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے پردہ فرماچکے تو سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ تشریف لائے اور پیشانی مبارک کو بوسہ دے کر آپ کو خطاب کرتے ہوئے والہانہ انداز میں اپنے جذبات نچھاور کرکے پھر فرمایا: ''اَللّٰھُمَّ اَبْلِغْہُ عَنَّا''...اے اللہ! ہمارے یہ جذبات ہمارے آقا تک پہنچادے... لہٰذا مذکورہ نیت سے خطاب والے اشعار وکلمات بھی روضۂ اقدس پر پیش کیے جاسکتے ہیں، البتہ اگر کوئی شخص خود پیغمبر علیہ السلام کو ہی مشکل کشا اور فریاد رس سمجھے اور اللہ تعالیٰ کی خاص صفات پیغمبر علیہ السلام کی ذات میں پائی جانے کا عقیدہ رکھے تو اس کے گمراہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

☆☆..............☆☆

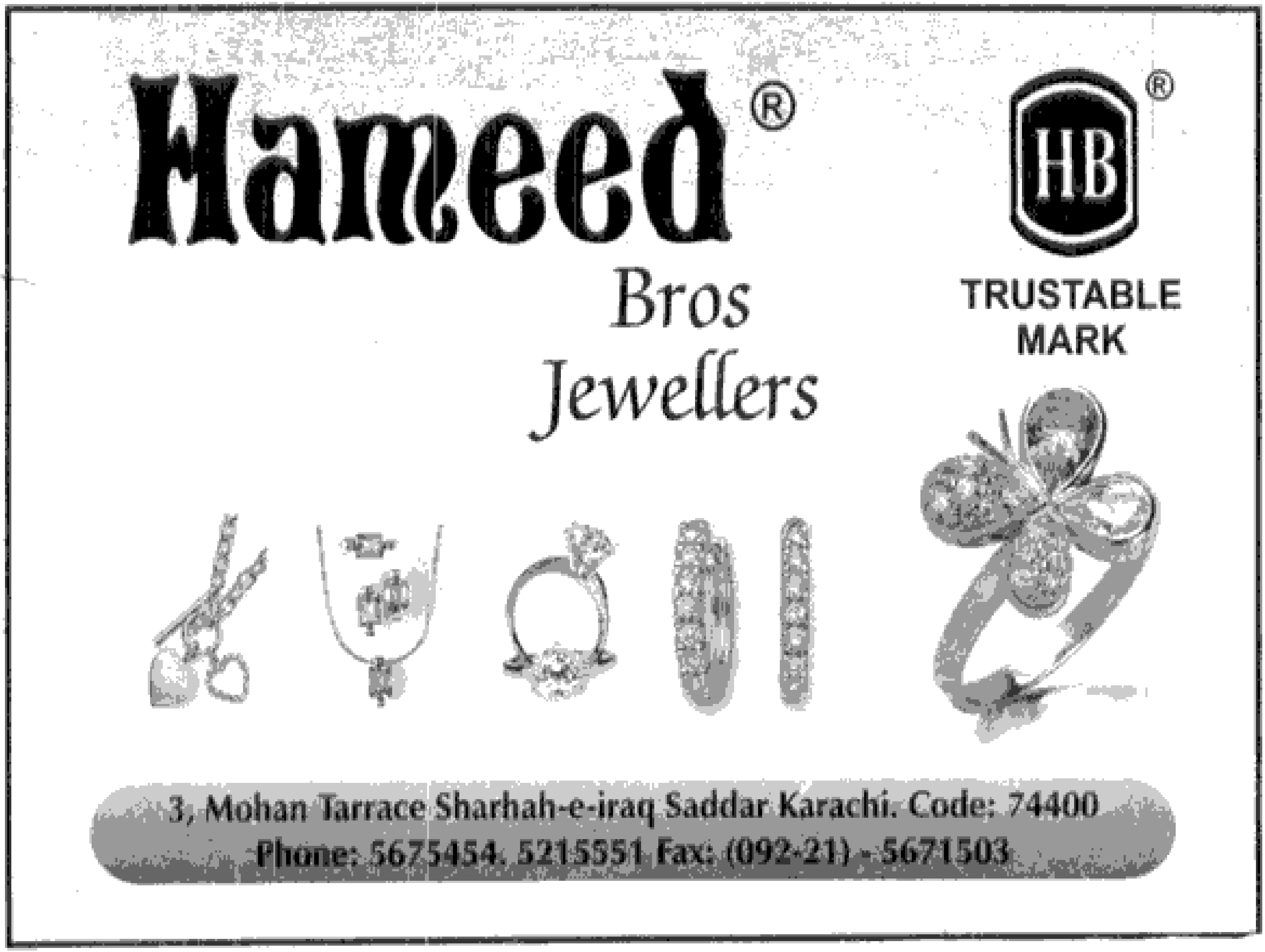

دوسری قسط

سیرت پیغمبر آخرالزماں ﷺ

مرسلہ: حافظ محمد سعید لدھیانوی

جنگ فجار:

اسی زمانے میں جنگ فجار چھڑ گئی جو عرب کی مشہور جنگ ہے، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۲۰ برس تھی۔

☆اس جنگ کا سبب یہ ہوا تھا کہ ایک شخص بدر بن معشر غفاری عکاظ کے میلے میں بیٹھ کر لوگوں کے سامنے اپنی بہادری کے قصے سناتا اور اپنی بڑائیاں بیان کرتا تھا، ایک دن اس نے پیر پھیلا کر اور گردن اکڑا کر کہا:

"میں عربوں میں سے سب سے زیادہ عزت دار ہوں اور اگر کوئی یہ خیال کرتا ہے کہ وہ زیادہ عزت والا ہے تو تلوار کے زور پر یہ بات ثابت کر دکھائے۔"

اس کی یہ لن ترانی سن کر ایک شخص کو غصہ آ گیا، وہ اچانک اس پر جھپٹا اور اس کے گھٹنے پر تلوار دے ماری، اس کا گھٹنا زخمی ہو گیا، اس پر دونوں کے قبیلے آپس میں لڑ پڑے، اس لڑائی کو فجار کی پہلی لڑائی کہا جاتا ہے۔

☆فجار کی دوسری لڑائی بنو عامر کی ایک عورت کی وجہ سے ہوئی، اس میں بنو عامر بنو کنانہ سے لڑے، کیونکہ کنانہ کے ایک نوجوان نے اس قبیلے کی کسی عورت کو چھیڑا تھا۔

☆فجار کی تیسری لڑائی بھی بنی عامر اور بنو کنانہ کے درمیان ہوئی، یہ لڑائی قرض کی ادائیگی کے سلسلے میں ہوئی۔

فجار کی ان تینوں لڑائیوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حصہ نہیں لیا، البتہ فجار کی چوتھی لڑائی میں آپ نے شرکت فرمائی تھی۔

عربوں کے ہاں چار مہینے ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم الحرام اور رجب "اشہر حرم" یعنی قابل حرمت تھے کہ ان میں کسی کا خون بہانا جائز نہیں تھا، یہ لڑائیں چونکہ "اشہر حرم" میں ہوئیں، اس لئے ان کا نام فجار کی لڑائیاں رکھا گیا، فجار کا معنی ہے گناہ، یعنی یہ لڑائیاں لڑنا گناہ تھا۔ چوتھی لڑائی جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی حصہ لیا، اس کا نام فجار براض ہے، لڑائی اس طرح چھڑی کہ قبیلہ بنی کنانہ کے ایک شخص براض نے بنو ہوازن کے ایک آدمی عروہ کو قتل کر دیا، حالانکہ وہ دن شہر حرم کے تھے، اس طرح فجار کی یہ جنگ شروع ہوئی، یہ جنگ چار یا چھ دن جاری رہی، چونکہ قریش بھی اس جنگ میں شریک تھے، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا آپ کو بھی ساتھ لے گئے مگر آپؐ نے جنگ کے سب دنوں میں لڑائی میں حصہ نہیں لیا، البتہ جس دن آپ میدان جنگ میں پہنچ جاتے تو بنی کنانہ کو فتح ہونے لگتی اور جب آپؐ وہاں نہ پہنچتے تو انہیں شکست ہونے لگتی، آپؐ نے اس جنگ میں صرف اتنا حصہ لیا کہ اپنے چچاؤں کو تیر پکڑاتے رہے۔ کافی خون خرابے کے باوجود چھ دن تک جنگ کا کوئی فیصلہ نہ ہو سکا، آخر دونوں گروہوں میں صلح ہو گئی۔

حلف الفضول:

اس جنگ کے فوراً بعد حلف الفضول کا واقعہ پیش آیا، یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ قبیلہ زبید کا ایک شخص اپنا کچھ مال لے کر مکہ آیا، اس سے یہ مال عاص بن وائل نے خرید لیا جو مکہ کے بڑے لوگوں میں سے تھا، اس نے مال تو لے لیا، لیکن قیمت ادا نہ کی، زبیدی اس سے اپنی رقم کا مطالبہ کرتا رہا، لیکن عاص بن وائل نے رقم ادا نہ کی، زبیدی شخص اپنی فریاد لے کر مختلف قبیلوں کے پاس گیا، ان سب کو بتایا کہ عاص بن وائل نے اس پر ظلم کیا ہے، لہٰذا اس کی رقم دلوائی جائے، چونکہ عاص مکہ کے بڑے لوگوں میں سے تھا، اس لئے ان سب لوگوں نے عاص کے خلاف اس کی مدد کرنے سے انکار کر دیا اور اسے ڈانٹ ڈپٹ کر واپس بھیج دیا، جب زبیدی نے ان لوگوں کی یہ حالت دیکھی تو دوسرے دن صبح سویرے وہ ابو قبیس نامی پہاڑی پر چڑھ گیا، قریش ابھی اپنے گھروں ہی میں تھے اوپر چڑھ کر اس نے بلند آواز سے چند شعر پڑھے جن کا خلاصہ یہ ہے:

"اے فہر کی اولاد! ایک مظلوم کی مدد کرو جو اپنے وطن سے دور ہے اور جس کی

تمام پونجی اس وقت مکہ کے اندر ہے۔''

اس زبیدی شخص کی یہ فریاد آپ کے چچا زبیر بن عبدالمطلب نے سن لی، ان پر بہت اثر ہوا، انہوں نے عبداللہ بن جدعان کو ساتھ لیا اور اس آدمی کی مدد کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے، پھر ان کے ساتھ بنی ہاشم، بنی زہرہ اور بنی اسد کے لوگ بھی شامل ہوگئے، یہ سب عبداللہ بن جدعان کے گھر جمع ہوئے، یہاں ان سب کو کھانا کھلایا گیا، اس کے بعد ان سب سے خدا کے نام پر حلف لیا گیا، حلف کے الفاظ یہ تھے:

''ہم ہمیشہ مظلوم کا ساتھ دیتے رہیں گے اور اس کا حق اسے دلاتے رہیں گے۔''

اس حلف کا نام حلف الفضول رکھا گیا، اس عہد کے اور حلف کے موقع پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی قریش کے ساتھ موجود تھے۔

کسب حلال کا شوق:

جب آپ جوان ہوئے تو قوت بازو سے کما کر زندگی بسر کرنے کا شوق ہوا، اہل مکہ کے ہاں اونٹ اور بکریاں چرا کر اور تجارت کے ذریعے گزر بسر کیا جاتا تھا، بکریاں آپ چرا چکے تھے، اب تجارت کرنا چاہتے تھے، تجارت کے سلسلے میں آپ پہلی بار اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ پہلی بار اس وقت شام گئے تھے جب آپ کی عمر بارہ سال تھی۔

دوسری مرتبہ جب آپ کی عمر پچیس سال کی ہوئی تو مکہ کی ایک مالدار معزز خاتون نے آپ کو اپنے تجارتی قافلے کا ذمہ دار بنا کر شام بھیجا، یہی خوش قسمت خاتون، رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کر کے اسلام کی خاتون اول بنیں، ان کا نام خدیجہ اور لقب طاہرہ تھا، ان کا پہلا نکاح ابو ہالہ بن نباش تمیمی سے ہوا، ان کے بعد عتیق بن عابد مخزومی کے نکاح میں آئیں، جب عرب کی مشہور لڑائی حرب الفجار چھڑی تو اس میں حصہ لینے کے لئے ان کے والد اور شوہر دونوں شریک ہوئے اور مارے گئے، دونوں تجارت پیشہ تھے اور گھر کی گزر بسر کا دارومدار اسی پر تھا، باپ اور شوہر کی موت کے بعد حضرت خدیجہ کو سخت دقت ہوئی، چنانچہ اپنے عزیزوں میں سے کسی کا انتخاب کر کے اس کے ہاتھ مال تجارت بھجواتیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی امانت و دیانت اور صداقت شعاری کے چرچے ان دنوں مکہ میں عام تھے، آپ صادق اور امین کے لقب سے پکارے جاتے، حضرت خدیجہ نے اسی شہرت کو مد نظر رکھتے ہوئے، رسول اللہ کو پیغام بھجوایا کہ ان کا مال تجارت شام لے جائیں، آپ کو دوسروں کی بہ نسبت دگنا معاوضہ دیا جائے گا، آپ نے اسے قبول فرمالیا اور مال تجارت لے کر حضرت خدیجہ کے غلام میسرہ کے ہمراہ تشریف لے گئے، اس سال کا نفع بھی گزشتہ سالوں کی بہ نسبت دوگنا ہوا۔

خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا سے نکاح:

حضرت خدیجہ کے بیوہ ہونے کے بعد بہت سے لوگ ان سے نکاح کرنے کے خواہش مند تھے، لیکن قدرت کو کچھ اور منظور تھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شام کے سفر تجارت سے واپس لوٹے تو حضرت خدیجہ نے پیغام نکاح بھیجا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا اور نکاح کی تاریخ متعین ہوگئی۔ متعین تاریخ کو ابو طالب، حضرت حمزہ اور دیگر روسائے خاندان جمع ہو کر حضرت خدیجہ کے مکان پر گئے، حضرت خدیجہ نے بھی اپنے خاندان کے کچھ افراد کو بلا بھیجا تھا، چنانچہ ان سب کی موجودگی میں ابو طالب نے خطبہ نکاح یوں پڑھا:

''سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی اولاد اور حضرت اسماعیل (علیہ السلام) کی نسل سعد اور مضر کے عنصر سے پیدا کیا، اپنے گھر کا رکھوالا اور اپنے حرم کا نگہبان بنایا، ہمیں اس نے وہ گھر عنایت فرمایا جس کا حج کیا جاتا ہے اور جو امن و سلامتی کا مرکز ہے، ہم اس کا شکر ادا کرتے ہیں، جس نے ہم لوگوں کو یہ فضیلت دی ہے: اے لوگو! میرے بھتیجے محمد بن عبداللہ سے کون ناواقف نہیں ہے؟ بے شک آپ کے پاس مال نہیں ہے مگر مال تو ڈھلتی پھرتی چھاؤں ہے اور ایک عارضی چیز ہے، اے حاضرین! تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قرابت کو جانتے ہو، وہ خویلد کی بیٹی خدیجہ سے نکاح کرنا چاہتے ہیں اور میرے مال میں سے بیس اونٹ مہر مقرر کرتے ہیں، خدا کی قسم! میرا بھتیجا بڑی شان اور بزرگی والا ہے۔''

عمر بن اسد کے مشورے سے ۵۰۰ طلائی درھم مہر مقرر ہوا، اس طرح خدیجہ بنت خویلد زوجہ رسول بن کر پوری امت کی قابل تعظیم مقدس ماں بن گئیں، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک ۲۵ برس اور ام المومنین کی عمر ۴۰ سال تھی۔

جب منصب نبوت پر سرفراز ہوئے:

عمر مبارک چالیس سال ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خلوت محبوب ہوگئی، ان دنوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بکثرت سچے خواب آتے تھے، آپ اپنا اکثر وقت غار حرا کی تنہائی میں اپنے رب کے ذکر و فکر میں گزارتے تھے، ایک دن حضرت جبرائیل علیہ السلام غار حرا میں نمودار ہوئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۂ علق کی ابتدائی آیات پڑھنے کو کہا، اس شخصیت اور الوہی کلام سے آپ کی طبیعت پر خوف اور جسم پر لرزہ طاری ہوگیا، آپ اسی کیفیت میں گھر تشریف لائے تو اپنی غمگسار بیوی کو انتظار کرتے پایا، انہوں نے

دیکھا کہ آپ کے منور چہرے پر جلال الٰہی کے آثار ظاہر ہیں، پسینہ سے شرابور ہیں اور جسم کانپ رہا ہے، یہ کیفیت دیکھ کر وہ تڑپ اٹھیں، جلدی سے آپ کو پکڑا اور چٹائی پر لٹا دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کانپتی آواز میں فرمایا: "زَمِّلُوْنِیْ زَمِّلُوْنِیْ" ... مجھے کمبل اوڑھاؤ، مجھے کمبل اوڑھاؤ...

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جلدی سے کمبل اوڑھا دیا اور محبت بھرے انداز میں معاملہ پوچھا: آپؐ نے فرمایا: خدیجہ آج ایک عجیب بات ہوئی ہے، میں غار حرا میں اپنے رب کی تسبیح و تقدیس میں مصروف تھا کہ اچانک ایک نورانی چہرے والا شخص نمودار ہوا، جس کے کپڑے نہایت ہی نفیس اور پاکیزہ تھے، اس کا چہرہ نہایت تابناک تھا، میں اس کے استقبال کے لئے کھڑا ہوا اس نے مجھ سے کہا: اقرأ (پڑھ) میں نے کہا: "ما انا بقاری" (میں پڑھنا نہیں جانتا) اس نے مجھے پکڑ کر بھینچا اور چھوڑ دیا اور کہا:

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَO خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍO اِقْرَأْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُO الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِO عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَالَمْ یَعْلَمْO

ترجمہ: "پڑھ اس رب کے نام سے جس نے کائنات کو پیدا کیا، جس نے انسان کو گوشت کے لکڑے سے پیدا کیا، پڑھ کہ تیرا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے علم سکھایا، جس نے انسان کو وہ سکھایا، جس کو وہ نہیں جانتا تھا۔"

(سورۂ علق، ۱تا۵)

اس کلام کو سن کر مجھ پر ہیبت طاری ہوگئی پھر وہ شخص چلا گیا۔

پھر آپؐ نے فرمایا: مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سن کر آپ کو جن الفاظ میں تسلی و تشفی دی، ان کی مثال ممکن نہیں۔ عرض کیا: "نہیں نہیں! خدا آپ کو کبھی رسوا نہ کرے گا، کیونکہ آپ ہمیشہ صلہ رحمی کرتے ہیں، ہمیشہ سچ بولتے ہیں، ناداروں کے اخراجات برداشت کرتے ہیں، آپ میں وہ سب خوبیاں ہیں جو دوسروں میں نہیں ہیں، آپ مہمان نواز ہیں اور حق اور نیکی کے معاملات میں لوگوں کی مدد فرماتے ہیں۔"

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے یہ الفاظ سن کر آپ کو بہت تسلی ہوئی۔

صحیح بخاری میں باب بدء الوحی میں یہ پورا واقعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس طرح مروی ہے:

"جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی نازل ہوئی تو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جلال الٰہی سے لبریز ہوگئے، ایک طبعی خوف سا طاری ہوا، جلدی گھر واپس تشریف لے گئے، زوجہ محترمہ سے فرمایا: مجھے چادر اوڑھادو... مجھے چادر اوڑھادو۔ پھر جب جلال و ہیبت الٰہی کم ہوا تو سارا واقعہ اپنی زوجہ محترمہ کو کہہ سنایا اور کہا: مجھے ڈر ہے۔

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں فرمایا: "آپ متردد نہ ہوں... خدا آپ کا ساتھ کبھی نہ چھوڑے گا، اس لئے کہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، بے کسوں اور فقیروں کی مدد کرتے ہیں، مہمان نوازی اور مصائب میں حق کی حمایت کرتے ہیں۔"

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے صرف نبوت و رسالت کی تصدیق نہیں کی بلکہ آغاز اسلام میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی معین و مددگار اور غمخوار بھی ثابت ہوئیں۔

دعوت اور تکالیف:

شروع شروع میں دعوت اسلام خفیہ تھی، مردوں میں آپؐ کے قدیم دوست حضرت ابوبکر صدیق، بچوں میں آپ کے چچا زاد بھائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور غلاموں میں حضرت زید بن حارثہؓ نے سب سے پہلے اسلام قبول کیا، حضرت ابوبکر صدیق کی تبلیغ سے حضرت عثمان بن عفان، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت طلحہ بن عبیداللہ اور حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم جیسے اکابر صحابہ نے فوراً اسلام قبول کرلیا، ابتدا میں مشرف بااسلام ہونے والے یہ حضرات بھی تھے:

حضرت ابوعبیدہ بن جراح، حضرت عبیدہ بن الحارث، حضرت ارقم بن ابی الارقم، حضرت سعید بن زید، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت ابوذر غفاری، حضرت عبداللہ بن مسعود اور عمار بن یاسر... رضی اللہ عنہم اجمعین۔ ان کے علاوہ چند غلاموں نے اپنے آقاؤں کے ظلم سہنے کے باوجود اسلام قبول کرلیا، جن میں حضرت بلال حبشی اور حضرت خباب بن الارت مشہور ہیں، حضرت صہیب رومی بھی اسی زمرے میں شامل ہیں۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

تین سال بعد آپ کو حکم الٰہی ہوا کہ اٹھئے اور دین کی دعوت کو عام کیجئے تو آپ نے کوہ صفا پر چڑھ کر عام دعوت کا آغاز کیا، تب قریش مکہ کو برسوں سے گھڑے ہوئے عقائد کی عمارت زمین بوس ہوتی نظر آئی، چنانچہ انہوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت میں رخنے ڈالنے شروع کردیے، کل تک جو لوگ آپ کو دل و جان سے صادق وامین کہہ کر مخاطب کرتے تھے، آج وہی آپ کو ساحر، کاذب اور مجنون کہنے لگے، ایمان لانے والوں کو (جو گنتی کے کچھ لوگ تھے) سخت اذیتوں کا نشانہ بنایا جانے لگا۔

(جاری ہے)

نبوت محمدیہ (علیہ الصلوٰۃ والتحیۃ)

مولانا عاشق الٰہی میرٹھیؒ

دوسری قسط

عرب ایک وسیع ملک ہے جس میں مختلف صوبے اور متعدد شہر اور بستیاں آباد ہیں، مگر اس کی شہرت اور زیادہ تر آبادی کا سبب مکہ مکرمہ ہے، جس میں دنیا بھر کی مخلوق کا معبد یعنی بیت اللہ واقع اور ابتدا آفرینش عالم سے مرجع خلائق بنا رہا ہے، ایسے مقام کے باشندوں کا جہاں سلاطین جہاں وشاہان ملک بھی سر جھکاتے آئیں اور ہر قسم کی نذر اور نیازیں چڑھائیں، جو کچھ بھی رنگ ہونا چاہئے اس کو ہر قوم و ملت اپنے معبد کے مجاوروں کی حالت دیکھ کر سمجھ سکتی ہے، یہاں کے مجاور و متولی قریش تھے، جنہوں نے عام باشندوں پر فوقیت کی غرض سے اپنے لئے امتیازی خصوصیتیں قائم کر رکھی تھیں، یہی لوگ بیت اللہ کے خادم اور عرب کے حاکم سمجھے جاتے تھے اور اس وجہ سے گویا تمام دنیا پر اپنی عظمت واقتدار کا سکہ جمائے ہوئے تھے، مذہبی رنگ سے بالکل جدا ہو کر ان کی آزادانہ زندگی اور خودمختارانہ گزران کا خلاصہ یہ تھا کہ آبائی رسومات کے پابند تھے، نوتراشیدہ رواج کو مذہب سمجھتے تھے، خیالات کی پرستش کرتے تھے، مورتوں کو پوجتے تھے، جماد محض کو نفع نقصان کا مختار جانتے تھے اور اس میں اس درجہ منہمک ہوگئے تھے کہ ان کو سجدہ نہ کرنا ان کی بے توقیری سمجھتے اور ڈرا کرتے تھے کہ ان کی ناراضی سے ہم یا لاولد بے زر مخبوط الحواس ہو جائیں گے یا اور کسی سخت مصیبت میں گرفتار ہو کر زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے۔ اس تو ہم پرستی کے علاوہ عظمت مسجد الحرام کا یہ حال تھا کہ اس کو گویا ایک چوپال بنا رکھا تھا کہ یہیں مشورے لئے جاتے، یہیں مقدمات فیصل ہوتے اور یہیں قومی مفاخر پر مشاعرہ اور مناظرہ کے جلسے منعقد ہوتے تھے، عبادت کے قصد سے آتے تو تالیاں پیٹتے اور سیٹیاں بجاتے تھے، یہ قریش ہی کی خصوصیت تھی کہ کپڑے پہن کر بیت اللہ کا طواف کر سکیں، باقی تمام قبائل جب آتے تو بالکل برہنہ طواف کرتے اور عورت ہو یا مرد، ننگے ہو کر بے حیائی کے ساتھ اس کے چکر لگایا کرتے تھے، ایام گزاری کا رنگ یہ تھا کہ مردار کھاتے، شرابیں پیتے، جوا کھیلتے، ڈاکہ ڈالتے اور یتیموں، رانڈوں کے مال کو اپنا ذاتی سمجھ کر ہضم کر جاتے تھے، ایک عورت کئی کئی مردوں سے نکاح کر لیتی اور نمبروار ہر ایک کی زوجیت کا حظ حاصل کرتی تھی، باپ کے مرنے کے بعد مادر کو منجملہ دیگر مال منقولہ کے ترکہ پدری سمجھتے اور اس پر قابض ہو کر جی چاہتا تو اس سے خود نکاح کرتے، ورنہ معاوضہ لے کر دوسرے کے حوالہ کر دیتے تھے، نابالغ بچوں اور عورت ذات لڑکیوں کو یہ کہہ کر ترکہ پدری سے محروم کر دیتے تھے کہ: "مرنے والے کی میراث وہ لے جو اس کا طرف دار بن کر دشمن سے جنگ کر سکے۔" چونکہ کسی کو داماد بنانا عار سمجھتے اور یوں بھی جنگ کے خوگر ہونے کی وجہ سے بصورت مغلوبیت اندیشہ رہتا تھا کہ بے کس ولاوارث لڑکیاں دشمن کے قبضہ وتصرف میں چلی جائیں گی، اس لئے پیدا ہوتے ہی ان کو قتل کر دیتے یا معصوم و بے زبان بچی کو اپنے ہاتھوں زندہ اور جیتے جی مٹی میں دبا آتے تھے، روزمرہ کے کاروبار میں خاص دنوں اور مہینوں کو مانتے تھے، جانوروں کی آواز اور اس کے داہنے بائیں اڑنے سے شگون لیتے، جانوروں کو بتوں کے نام پر چھوڑتے، مورتیوں کی نیازیں چڑھاتے اور اسی کو عین دین سمجھے ہوئے تھے، سچے بادشاہ اور پیدا کرنے والے خدا کی شکرگزاری کا تو کیا پوچھنا، ان کو خدا کے خالق اور مالک ہونے کا بھی اقرار نہ تھا، دنیا کا اتنا بڑا کارخانہ جو حیرت خیز انتظام سے چل رہا ہے ان کے نزدیک اتفاقی تھا اور گویا بلا کسی موجد کے یوں ہی ہوتا چلا آتا تھا، دنیوی اعمال وافعال پر جزا وسزا کا ہونا ان کو مستبعد معلوم ہوتا اور حشر ونشر کے تذکرے ان کے قصے کہانیوں کا بھی جزو نہ رہے تھے، فرشتوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے، جنات اور کاہنوں کو غیب دان جانتے اور حوادث و واقعات عالم کو ستاروں کی رفتار اور بروج میں آمد ورفت کا اثر سمجھتے تھے، حسن پرستی اور رقص و سرود سے دلچسپی تھی، لہو ولعب میں مزہ آتا اور فحش و بدکاری سے لذت حاصل ہوتی تھی، سفر کرتے تو جھوٹی کہانیاں سنانے والوں اور قصہ گویوں کو ساتھ رکھتے تھے، شعر گوئی کا لغو مشغلہ ان کا علمی مایہ ناز تھا، جن میں اپنی تعریف بڑائی شرافت اور دوسروں پر ہر نوع فوقیت نظم کی جاتی اور بھرے مجمعوں میں سنا کر داد چاہی جاتی تھی، خانہ جنگی اور خونریزی ان کا بہادرانہ کرتب اور نسل کی شرافت کا پروانہ تھا جس کی بدولت بچہ بچہ کی جان ہر وقت خطرہ میں اور گویا ہتھیلی پر رکھی ہوئی تھی، کینہ اور عزم انتقام کو شریفانہ جوہر اور قومی عظمت کی دستاویز سمجھتے ہوئے تھے، جس سے کوئی خاندان اور کوئی قبیلہ بھی خالی نہ تھا، باہمی مخالفت اور آپس کی نزاع سے ہزاروں عورتیں رانڈیں بن چکی تھیں اور لاکھوں بچے یتیم، دوسرے کا محکوم ہونا موت سے زیادہ شاق تھا اور اپنے سے بالا کسی کو دیکھ ہی نہیں سکتے تھے۔ غرض ان کے تمدن و معاشرت کا ہر پہلو خراب تھا، اور جب عرب ہی اس

اندھیری حالت میں پڑا ہوا تھا تو دوسروں کو کیا پوچھنا کہ مثل مشہور ہے:

"چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی"

ایسی خطرناک حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خلیل اللہ کی نسل میں اشرف خاندان یعنی بنی ہاشم میں پیدا ہوئے اور مکہ کے سردار عبدالمطلب کے پوتے بن کر قومی اور ملکی اصلاح کے لئے دنیا میں تشریف لائے، آپ تنہا تھے اور بچپن ہی میں والدین کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا تھا، چالیس سال کی عمر آپ نے نہایت وقار و متانت کے ساتھ گزاری، امانت داری میں ضرب المثل ہوئے، سچائی اور صاف گوئی میں شہرت پائی، اپنے اخلاق و عادات کی وجہ سے ہر دلعزیز بنے اور باوجودیکہ اپنی وہم پرست قوم کی رسومات سے ہمیشہ علیحدہ رہے، کسی کو آپؐ سے نفرت کرنے کا موقع نہیں ملا، اس مدت میں آپؐ نے کسی کے سامنے کتاب نہیں رکھی، کچھ پڑھا نہیں، لکھنا سیکھا نہیں، دوسرے مذہب والوں سے ملے نہیں، ان کی صحبت اور میل جول سے مذہبی معلومات حاصل نہیں کیں، قانون بنانا جانا نہیں، سیاست وملکی انتظام کی طرف توجہ نہیں کی، ریاست و حکومت کا وسوسہ بھی دل پر نہیں آیا، بڑا بننے یا بہ تکلف اپنے کو بنانے کی خواہش بھی نہ ہوئی دفعتاً چالیس سال پورے ہونے پر حق تعالیٰ شانہ کا فرمان آپ پر نازل ہوا اور علم لدنی پڑھا کر آپ کو متنبہ کیا گیا کہ ہاں کھڑے ہو اور اپنا کام شروع کرو، مفسدوں کو شاہی عذاب سے ڈراؤ، اپنے مربی شاہنشاہ کی عظمت و کبریائی قائم کرو، شرک کی گندگی کو دور کرو اور اصلاح خلائق کے قابل قدر کارنامہ کا کسی پر احسان مت جتاؤ، غرض اپنی مفوضہ خدمت کے انجام دینے میں جو کچھ بھی سر پڑے اسے اٹھاؤ مصیبتیں جھیلو، ایذائیں سہو، تکلیفیں برداشت کرو اور اٹل پہاڑ بن کر جمے رہو نہ از جا رفتہ ہو اور نہ شکوہ بے صبری کرو۔

چنانچہ آپ کھڑے ہو گئے اور پس و پیش کا اندیشہ کئے بغیر کوہ صفا پر چڑھ کر اپنی قوم کو بلایا اور بھرے مجمع میں آواز دی کہ میں تمہارے پاس بادشاہ کی طرف سے سفیر بن کر آیا ہوں، بادشاہ کا مجھے حکم ہے کہ اس کا پیغام تم کو پہنچادوں اور اس کے قوانین جو حال ہی میں جاری ہوئے ہیں تمہیں سنادوں اور تمہارے دلوں کا زنگ دور کروں، کجی اور ظلمت مٹاؤں اور اس راستہ پر چلاؤں جس پر چلنے سے تمہارا بادشاہ خوش ہو، تم کو نوازے اور تمہارے کارناموں کو قدر کی نظر سے دیکھ کر صلہ و انعام عطا فرمائے، تمہارے بادشاہ کا حکم ہے کہ میرا کہنا مانو، میری راہ چلو، امن کی زندگی گزارو اور اس دائمی حیات کی فکر کرو جو چند روز بعد تم کو حاصل ہونے والی ہے اور اس کا طریق یہ ہے کہ انسان بنو اور اپنی شرافت وعظمت کا پاس کرو، سر اور پیشانی جو تمہارے جسم کا بالا اور سب سے زیادہ باعظمت عضو ہے پتھر یا لکڑی کے سامنے مت جھکاؤ، بت پرستی اور وہم و خیال کی پوجا سے علیحدہ ہو جاؤ وہ رسمیں جو تم نے باپ دادا سے سیکھی ہیں ترک کر دو، بری عادتیں جن سے عقل سلیم انکار کرتی ہے اور جن سے آج تک بجز ضرر اور بدامنی کے کچھ بھی حاصل نہیں ہوا چھوڑ دو، عمر کو غنیمت جانو، وقت کی قدر کرو اور میری تصدیق کرکے اس راہ پر چلنا اپنے اوپر لازم کر لو جو میں تم کو بتاؤں، کیونکہ اسی طریق سے تم اپنے پادشاہ کی خوشنودی کو حاصل کر سکتے ہو اور دنیا و آخرت کی دونوں زندگیاں لطف اور لذت کے ساتھ گزار سکتے ہو۔

آپ کی تقریر سن کر آپ کی قوم حیران رہ گئی کہ یہ کیا قصہ ہے، وہ شخص جواب تک نیک چلن، راست باز، خندہ رو، امانت دار، سنجیدہ اور ہر دل عزیز خصلتوں میں نام آور رہا، دفعتاً کیسی باتیں کرنے لگا، کس منصب عظیم کا دعویدار بن گیا، کیسی انوکھی اور نرالی عبادت کا حکم دیتا اور سارے ملک و قوم کے مردے اور زندوں کے خلاف طریقہ پر اپنے بڑے چھوٹوں کو بلاتا ہے، کیا ان کو جنون تو نہیں ہو گیا، عقل تو نہیں جاتی رہی، کسی دیوتا کی چھپیٹ میں تو نہیں آگئے، آخر بات کیا ہے؟ کیا ہمارے سارے اسلاف اور بڑے جاہل تھے، کیا ان رسموں پر چلنے والے سب احمق ہی ہیں، کیا یہی ایک شخص دنیا بھر میں عاقل پیدا ہوئے ہیں کہ اپنے بیگانوں سب کو بے وقوف بناتے اور گمراہ بتاتے ہیں، ہمارے سامنے کا پیدا ہوا بچہ آج اس قابل ہو گیا کہ ہمارا استاد بنتا اور ہم کو تمیز سکھاتا ہے، کیا یہ شخص چاہتا ہے کہ ہماری گدی اور ریاست چھین کر حاکم بن بیٹھے اور ہم اس سے دب کر رہنا پسند کریں، کیا ہمارا تمدن اور طرز معاشرت اصلاح کا محتاج ہے اور کیا ان کے علاوہ عرب کے لکھوکھا باشندوں میں کسی ایک کو بھی ان کے نقائص کی اطلاع نہیں ہوئی، سمجھ میں نہیں آتا کہ عبداللہ کے صاحبزادہ کو پوری عمر پر پہنچ کر کس خیال نے اس دعوے کا مدعی بنایا جس کو سن کر ہنسی آتی ہے، بھلا خدا کو سفیر بنانے کی ضرورت ہی کیا تھی؟ وہ خود جو چاہتا ہم سے کہہ سکتا تھا، اور اگر ہمارا طریقہ اس کی مرضی کے خلاف ہوتا تو اس پر چلنے ہی کیوں دیتا، کبھی کے ہم رک گئے ہوتے یا مر چکے ہوتے، اور اگر کسی سفیر کا آنا مصلحت ہوتا بھی تو کوئی فرشتہ آتا جس کا مقرب ہونا سب کو معلوم ہے، آدمی اور آدمی بھی ہماری قوم کا اور وہ بھی گود کا کھلایا ہوا یتیم، رسول بن کر آوے جس کے پاس نہ مال نہ جائیداد، نہ بکثرت اونٹ اور نہ نہروں والے باغات، اگر دیوانگی نہیں تو کیا ہے؟ بھلا کون ایسا بے وقوف ہے جو ان کا کہنا مان لے گا اور مدت ہائے دراز کے آبائی طریق کو خیر باد کہہ کر ان کے نو ایجاد قانون پر چلنے لگے گا؟ (ماہتاب عرب ص:19)

(جاری ہے)

مرزا غلام احمد قادیانی کی سائنسی ”ایجادات“

جناب نعیم ملک صاحب

یقیناً مرزائی امت، مرزا غلام احمد قادیانی کو ایک مافوق الفطرت شخصیت اور غیر معمولی ملکات کا انسان سمجھتی ہوگی۔ جی ہاں! ان کو ایسا ہی سوچنا اور سمجھنا چاہئے ورنہ ان کی محبت و عقیدت کی دیوار میں دراڑ آ سکتی ہے، اسی طرح مرزائی، اس کی کذب وافترا اور ضلال وگمراہی پر مشتمل کتابوں، حماقت و جہالت اور رطب ویابس تحریروں کو بھی ماضی وحال کے سائنس دانوں کی تحقیقات سے کسی طرح کمتر نہیں سمجھتے ہوں گے، ہمارا وجدان ہے کہ مرزا جی خود بھی اسی مرض کے مریض تھے، اس کا اندازہ اس کی کتابوں کے ناموں اور ان پر درج ”تحقیقات“ سے ہوتا ہے۔ موصوف کی اسی قسم کی ایک کتاب ”چشمۂ معرفت“ سے جناب نعیم ملک صاحب نے اس کی سائنسی ”ایجادات“... جن کو سائنسی ایجادات، سائنسی معلومات کہتے اور لکھتے ہوئے اُبکائی آتی ہے... پر ایک مضمون لکھا ہے، جس کو روزنامہ ”پاکستان“ لاہور نے خصوصی طور پر شائع کیا ہے۔ قارئین کی ضیافت طبع کے لئے اسے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے، بشرطیکہ اس کو نہایت بیداری اور تیقظ سے پڑھا جائے۔ (مدیر)

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے دعویٰ نبوت سے لے کر اب تک ان کے حق اور ناحق ہونے پر مسلسل بحث جاری ہے... باوجودیکہ پاکستان اسمبلی اور رابطہ عالمی اسلامی بلکہ عالم اسلام کی جانب سے ان کے کفر کا فیصلہ ہو چکا ہے، مدیر... جو تحریر وتقریر کی قید سے نکل کر اب انٹرنیٹ کی وسیع دنیا میں داخل ہو چکی ہے۔ یوٹیوب جیسی آزادی نے انسان کو سب کچھ اگلنے اور سائبر ورلڈ میں پھینکنے کا موقع فراہم کردیا ہے، لیکن ذریعہ ابلاغ تبدیل ہونے کے باوجود فریقین کی بحث زیادہ تر قرآن پاک، احادیث یا دیگر کتب کے حوالوں پر ہی منحصر ہے۔ مذہبی وتاریخی کتب کے حوالے شاید اس لئے اتنے نتیجہ خیز نہیں ہو پاتے کہ ہر ایک نے انہیں جانچنے کے لئے اپنے اپنے پیمانے وضع کر رکھے ہیں۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سچ تک پہنچنے کے لئے کیا انسانی عقل کے سامنے صرف ایسے دلائل رکھے جاسکتے ہیں جن کی اپنی صحت پرکھنا ہر ایک کے لئے الگ مسئلہ بن جائے؟ یقیناً اللہ تعالیٰ نے حقائق تک پہنچنے کے لئے کئی اور راستے بھی رکھے ہیں۔ ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ انہیں تلاش کیا جائے اور ان پر چل کر سچ تک پہنچا جائے۔ لہٰذا راقم نے کوشش کی ہے کہ اس بحث میں وہ استدلال اختیار کیا جائے جو روایات سے ہٹ کر ہو اور جسے دنیا کے کسی بھی پیمانے پر پرکھا جاسکے۔

راقم کو مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کی متعدد کتابیں پڑھنے کا موقع ملا جن میں کئی قابل اعتراض باتیں سامنے آئیں۔ راقم نے ان اعتراضات کے جواب کے لئے ربوہ (حال چناب نگر) جاکر احمدی مربیوں سے تبادلہ خیال بھی کیا، تسلی بخش جواب نہ پانے اور کسی نتیجے پر نہ پہنچنے کے باوجود میں نے ان کی کتب کا مطالعہ جاری رکھا، جو شخص مجھے وہ کتب پڑھنے کے لئے دیتا وہ ساتھ یہ بھی کہتا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے سچی نیت کے ساتھ راہنمائی بھی طلب کرتے رہیں۔ اللہ رب العزت کی خاص مہربانی سے اسی دوران مجھے مرزا صاحب کی ایسی تصنیف ملی جس کے پڑھنے کے بعد روایتی حوالوں پر مبنی بحث کی ضرورت ہی ختم ہوجاتی ہے۔ میں آپ کو اپنے مشاہدے اور مطالعے میں شامل کرنا چاہتا ہوں۔ یقین کامل ہے کہ اگر ہر قسم کے تعصب اور جانبداری سے پاک ہوکر یہی ایک کتاب پڑھ لی جائے تو ایک باشعور انسان بآسانی سچ تک پہنچ سکتا ہے، کتاب کا نام ہے ”چشمۂ معرفت“ یہ ۱۵/مئی ۱۹۰۸ء کو مطبع انوار احمدیہ مشین پریس قادیان ضلع گورداسپور نے شائع کی اور میرے خیال میں ہر احمدی کے گھر میں دستیاب ہوگی، اگر نہیں تو جماعت احمدیہ کی ویب سائٹ www.alislam.org پر بآسانی دیکھی اور پڑھی جاسکتی ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے تمام پیروکاروں بالخصوص نوجوان نسل سے گزارش ہے کہ وہ اس کتاب کا بغور مطالعہ کریں۔ اللہ رب العزت نے اس کتاب میں ایسے واضح نشانات دکھائے ہیں کہ اس کے بعد کوئی گنجائش نہیں رہتی، اس کے بعد صرف وہی ہدایت اور فلاح سے محروم رہیں گے۔

''جن کے دلوں پر مہر لگادی گئی ہے اور دنیا و آخرت میں ناکامی ان کا مقدر ٹھہری ہے۔''

کتاب سے چند مندرجات ملاحظہ فرمائیں، مرزا صاحب فرماتے ہیں:

۱:...''.... مادہ گوشت سے بھی پیدا ہوسکتا ہے چاہے وہ گوشت بکری کا ہو یا مچھلی کا یا ایسی مٹی کا جو زمین کی نہایت عمیق تہہ کے نیچے ہوتی ہے، جس سے مینڈکیں وغیرہ کیڑے مکوڑے پیدا ہوتے ہیں۔''
(چشمہ معرفت طبع اول قادیان، ۱۹۰۸ء، ص:۱۲۶ یا (Page-124 on web edition

۲:...''.... اگر تم مثلاً دودھ کو جو باسی ہو کر سڑنے کو ہے ہاتھ میں لو اور خوب اس دودھ میں نظر لگائے رکھو تو تمہارے دیکھتے دیکھتے ہزار ہا کیڑے بن جائیں گے۔'' (چشمہ معرفت طبع اول قادیان ۱۹۰۸ء، ص:۱۲۷ یا (Page-125 on web edition

۳:...''.... مثلاً زمین کے نیچے کا طبقہ جو سترا سی ہاتھ تک کھود کر پھر دکھائی دیتا ہے، اس میں جاندار پائے جاتے ہیں۔''
(چشمہ معرفت طبع اول قادیان، ۱۹۰۸ء، ص:۱۳۲ یا (Page-130 on web edition

۴:...''.... زمین کی ہر ایک چیز میں ایک جاندار کیڑے کا مادہ موجود ہے، یہاں تک کہ زنگ خوردہ لوہے میں بھی کیڑا پیدا ہو جاتا ہے، اور عجیب تر یہ کہ بعض پتھروں میں بھی کیڑا دیکھا گیا ہے، اور ہر ایک قسم کے اناج اور ہر ایک قسم کے پھل بھی جب بہت مدت تک رکھے جائیں تو ان میں بھی ایک کیڑا پیدا ہو جاتا ہے، جب انسان موت کے بعد دفن کیا جاتا ہے تو رفتہ رفتہ تمام بدن اس کا کیڑوں سے بھر جاتا ہے اور سب سے عجیب تر یہ کہ ایک مشہور درخت ہے جسے گولر کہتے ہیں، اس کا پھل جب تک سبز ہوتا ہے اس میں کوئی کیڑا نہیں ہوتا اور جیسے جیسے پکتا جاتا ہے، اسی کے مادہ میں کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں اور جب وہ پھل چیرا جائے تو وہ کیڑے پرواز بھی کر جاتے ہیں، اور بعض وقت ایک انڈے میں جو بطخ اور مرغی وغیرہ کا ہو جب سڑ جائے تو بجائے ایک بچہ کے صدہا کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں، یہ تمام امور دلالت کر رہے ہیں کہ یہ راز ہی اور ہے، یہ وہی راز ہے جس کی بدولت ہم کہتے ہیں کہ ''نیستی سے ہستی'' ہوئی۔''
(چشمہ معرفت طبع اول قادیان، ۱۹۰۸ء، ص:۱۳۱ یا (Page-139 on web edition

۵:...''.... دیکھا گیا ہے کہ جب ایک گلہری کو سوٹے یا پتھر سے مارا جائے اور وہ بظاہر بالکل مر جائے مگر ابھی تازہ ہو تو اگر اس کے سر کو گوبر میں دبایا جائے تو وہ زندہ ہو کر بھاگ جاتی ہے، مکھی بھی اگر پانی میں مر جائے تو بھی زندہ ہو کر پرواز کر جاتی ہے اور بعض جانور جیسے زنبور اور دوسرے حشرات الارض سخت سردی میں مر جاتے ہیں اور زمین میں یا دیواروں کے سوراخوں میں چمٹے رہتے ہیں اور جب گرمی کا موسم آتا ہے تو پھر زندہ ہو جاتے ہیں۔''
(چشمہ معرفت طبع اول قادیان، ۱۹۰۸ء، ص:۱۹۲-۱۹۳ یا (Page-171-2 on web edition

۶:...''.... دنیا میں ہزاروں چیزیں نیست سے ہست ہو رہی ہیں، مثلاً ایک دھات جو بالکل نیست ہو جاتی ہے اور مر جاتی ہے وہ شہد اور گھی میں جوش دینے سے پھر زندہ ہو جاتی ہے، کسی نے پنجابی میں کیا خوب کہا ہے کہ: شہد، سہاگہ گھی... موئی دھات دا ایہو جی'' یعنی شہد سہاگہ اور گھی جو ہے مری دھات کی بھی جان ہے۔''
(چشمہ معرفت طبع اول قادیان، ۱۹۰۸ء، ص:۱۹۳ یا (Page-171 on web edition

۷:...''.... بعض درخت ایسے ہیں کہ ان کے پتوں سے بڑے بڑے پرندے پیدا ہو جاتے ہیں، ان میں سے ایک آک کا درخت بھی ہے۔''
(چشمہ معرفت طبع اول قادیان، ۱۹۰۸ء، ص:۲۶۹ یا (Page-282 on web edition

یہ چند مثالیں ہیں، اگرچہ ان کو سمجھنے کے لئے پرائمری سطح کا علم درکار ہے، لیکن پھر بھی دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے سچے کلام یعنی قرآن پاک کی کیا شان ہے؟ چودہ سو سال پہلے جب کوئی خوردبین، کوئی دوربین، کوئی سائنسی آلات موجود نہ تھے، اللہ تعالیٰ کے امی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو بتایا کہ سورج اور چاند حرکت میں ہیں۔ پولینڈ کے سائنس دان نکولس کوپرنیکس (۱۴۷۳-۱۵۴۳) نے نظریہ پیش کیا کہ ''سورج ساکن ہے''۔ (http://en.wikipedia org/wiki/Nicolaus_Copernicus)

انگریزی ادب نے "The Sun is Stationary" کو کائناتی سچ (Universal Truth) قرار دے دیا، جواب تک موجود ہے، لیکن اب سائنسی تحقیق نے یہ ثابت کر کے قرآن پاک کی حقانیت کو تسلیم کرلیا ہے کہ کائنات کی ہر چیز کی طرح سورج بھی حرکت میں ہے۔
(http// :i.ansers.com/Q/Is_the Sun_moving)

قرآن پاک کی حقانیت کے لئے یہی گواہی

کافی ہے کہ فرانس کے غیر عیسائی محقق، سائنس دان، سرجن ڈاکٹر میورس بیوکائی (Maurice Bucaille 1920-1998) نے سالہا سال کی تحقیق کے بعد اپنی مایہ ناز کتاب ''بائبل، قرآن اور سائنس'' میں برملا تسلیم کیا کہ: ''قرآن میں ایک بھی بیان ایسا نہیں جو سائنس کے ساتھ متصادم ہو۔''

(http//en.wikipedia.org/wiki/maurice_Bucaille)

اب ذرا مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کے دور کا جائزہ لیں، مرزا صاحب نے خود دعویٰ کیا ہے کہ:

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بہ عرفان نہ کمترم ز کسے

ترجمہ: ''انبیاء اگرچہ بہت سے گزرے ہیں، لیکن میں معرفت میں کسی سے کم نہیں ہوں۔''

(نزول المسیح طبع اول قادیان، ص:۹۹،
www.alislam.org/urdu/rk/rk-18-62 pdf)

مرزا صاحب جس دور سے تعلق رکھتے ہیں وہ سائنسی تحقیق اور نت نئی ایجادات کا دور تھا، کئی ایجادات منظر عام پر آچکی تھیں، وہ خود اسی کتاب کے صفحہ نمبر۱۹۳ پر فوٹو گراف کا ذکر کر رہے ہیں، امریکی سائنس دان ۱۸۰۰ء میں بجلی دریافت کر چکے تھے۔ ۱۸۷۶ء میں گراہم بیل ٹیلی فون اور ۱۹۰۸ء میں مارکونی ریڈیو اور رائٹ برادرز ہوائی جہاز ایجاد کر چکے تھے، دلچسپ امر یہ ہے کہ ''چشمہ معرفت'' کی اشاعت سے تقریباً ڈھائی سو سال پہلے فرانسیسی سائنس دان فرانسسکو ریڈی (۱۶۹۷ء۔۱۶۲۶) نے ناقابل تردید تجربات کی بنیاد پر یہ ثابت کر دیا تھا کہ جاندار اشیاء صرف جاندار اشیاء سے ہی پیدا ہو سکتی ہیں اور گلے سڑے گوشت سے کیڑوں کا پیدا ہونا جھوٹ ہے۔

(http://en.wikipediaorg/wiki/Francesco_Red)

دراصل فرانسسکو ریڈی نے ارسطو (384BC-322BC) کے نظریہ حیات (Abiogenesis Theory) کو جھوٹا ثابت کیا تھا، اس نظریے کے مطابق ارسطو کہتے تھے کہ مچھلیاں اور مینڈک آسمان سے گرتے ہیں یا کیچڑ سے پیدا ہوتے ہیں، بالکل اسی طرح جس طرح مرزا صاحب ارسطو کی وفات سے تئیس سو سال بعد فرما رہے ہیں، لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ قرآن پاک جس وقت نازل ہوا اس وقت ارسطو کے نظریات موجود تھے، کیا قرآن پاک جس وقت نازل ہوا اس وقت ارسطو کے باطل نظریات کی تقلید ملتی ہے؟ نہیں، جب کہ ''تمام انبیاء کرام کی معرفت کے حامل'' مرزا صاحب کی زندگی سے بہت پہلے ارسطو کا نظریہ جھوٹا قرار پا چکا تھا، یہی نہیں مرزا صاحب تو ارسطو کو بھی پیچھے چھوڑتے نظر آتے ہیں یعنی:

☆...... دھات کو جانداروں کی صف میں رکھتے ہوئے اسے مار دیتے ہیں اور پھر شہد، گھی، سہاگہ میں جوش دے کر اسے زندہ بھی کر دیتے ہیں؟

☆...... مری ہوئی مکھی کو زندہ کر رہے ہیں؟

☆...... دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں کے سامنے سڑے ہوئے دودھ سے ہزار ہا کیڑے پیدا ہوتے دکھا رہے ہیں؟

☆...... آک کے پتوں سے بڑے بڑے پرندے پیدا کرتے ہوئے دکھا رہے ہیں؟

☆...... زمین کے نیچے ستر اسی ہاتھ (تقریباً ۱۲۰ یا ۱۳۰ فٹ) کی گہرائی میں ایک اور جاندار طبقے کی نشاندہی بھی کر رہے ہیں؟

دنیا کے تمام ذی شعور انسانوں سے میرا یہ سوال ہے کہ درج بالا اور قبل ازیں دیے گئے نیست سے ہست ہونے والے یہ دعوے کیا درست ہیں؟ اگر ہیں تو دنیا کو دکھائیں؟ یہ سب کچھ تو ہماری پہنچ میں ہے، سڑا ہوا دودھ، آک کے پتے، مری ہوئی مکھی، زمین کا نچلا طبقہ اور تمام دھاتیں؟؟؟ سب کچھ یہاں موجود ہے۔

آیئے ان دعوؤں کو سچ ثابت کیجئے ورنہ جھوٹ کا ساتھ چھوڑیں اور صرف اللہ کی سچی کتاب کو پکڑیں، جو چودہ صدیاں بعد بھی ہر جانچ پڑتال سے گزر کر سچ ہی ہے۔

یاد رہے کہ مرزا صاحب نے یہ کتاب (چشمہ معرفت) آریا یعنی ہندومت کے پیروکاروں کے اس دعوے کے جواب میں تحریر فرمائی تھی کہ روح شبنم کی طرح آسمان سے گرتی ہے۔ مرزا صاحب رقم طراز ہیں:

''پرمیشر کا یہ بیان کہ روح شبنم کی طرح آسمان سے گرتی ہے یہ ایسا جھوٹا اور خلاف واقعہ بیان ہے کہ ایک بچہ بھی اس پر ہنسے گا۔''

(چشمہ معرفت طبع اول قادیان، ۱۹۰۸ء، ص:۱۲۳،
(Page-130 on web edition

کیا مرزا صاحب کے مندرجہ بالا بیانات بھی اس قابل نہیں کہ ان پر بچے ہنسیں؟ اور پھر کیا وہ جھوٹے اور خلاف واقعہ نہیں؟ اگر ہیں تو پھر مرزا صاحب کے بارے میں رائے خود انہی کے الفاظ میں قائم کیجئے فرماتے ہیں:

''یہ اصول نہایت صحیح اور سچا ہے کہ جن نبیوں کو قبولیت دی جاتی ہے اور ہر ایک قدم میں حمایت اور نصرت الٰہی ان کے شامل حال ہو جاتی ہے وہ ہرگز جھوٹے ہوا نہیں کرتے۔'' (چشمہ معرفت طبع اول قادیان، ۱۹۰۸ء یا (Page-378 on web edition

اگر اس کے باوجود سچائی تک آپ نہیں پہنچ سکتے تو پھر غور کریں، اس آخری معیار اور کسوٹی پر جو مرزا صاحب نے جھوٹے اور سچے کی پہچان کے لئے خود مقرر فرمایا۔ اسی کتاب کے ص: ۳۳۵ تا ۳۳۶ کو بغور پڑھیں۔ مرزا صاحب اپنے دشمنوں لیکھرام، مسٹر ڈوئی، غلام دستگیر، چراغ دین اور سعد اللہ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ ان حضرات نے اپنی زندگی میں میری ہلاکت کا دعویٰ کیا لیکن وہ خود میری زندگی میں ہلاک ہوئے اور اس طرح جھوٹے ٹھہرے، اس کے بعد لکھتے ہیں:

"....ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے، جس کا دعویٰ ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴/ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤں گا اور یہ اس کی سچائی کے لئے ایک نشان ہوگا، یہ شخص الہام کا دعویٰ کرتا ہے اور مجھے دجال اور کافر اور کذاب قرار دیتا ہے، پہلے اس نے بیعت کی اور برابر بیس برس تک میرے مریدوں اور میری جماعت میں داخل رہا پھر ایک نصیحت کی وجہ سے جو میں نے للہ اس کو کی تھی مرتد ہو گیا، نصیحت... تب اس نے یہ پیشگوئی کی کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴/اگست ۱۹۰۸ء تک اس کے سامنے ہلاک ہو جاؤں گا، مگر خدا نے اس کی پیشگوئی کی مقابل پر مجھے خبر دی ہے کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جائے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہوں گا، سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے، بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی نظر میں صادق ہے، جو اس کی مدد کرے گا۔" (چشمہ معرفت طبع اول قادیان، ۱۹۰۸ء، ص: ۳۲۰ تا ۳۲۲

(Page-335-7 on web edition

یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ (بقول مرزا صاحب) لیکھرام، ڈوئی، غلام دستگیر، چراغ دین اور سعد اللہ، پانچوں اشخاص نے اپنی زندگی میں مرزا صاحب کی ہلاکت کا دعویٰ کیا اور پانچوں خود فوت ہو گئے جبکہ مرزا صاحب زندہ رہے، قطع نظر اس کے کہ حقیقت کیا ہے؟ بہرحال بقول مرزا صاحب جھوٹا کون ہوا؟... جو ہلاک ہوا... (تاہم ان کے مابین یہ دعوے کس طرح ہوئے یہ تفصیل ہم تک مرزا صاحب ہی کی زبانی پہنچی ہے، البتہ یہاں مرزا صاحب نے اپنے ان دشمنوں کا ذکر نہیں کیا جو دعوے کے باوجود ہلاک نہیں ہوئے (یہ ایک الگ بحث ہے) غور کریں کہ مرزا صاحب پانچ دشمنوں کی مثالیں دے کر یہ ثابت کرتے ہیں کہ دعوے کے بعد جو شخص دوسرے کی زندگی میں ہلاک ہوا وہ جھوٹا ٹھہرا۔ مرزا صاحب نے نہ صرف یہ معیار خود ہی طے کیا بلکہ اسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ منسوب کرتے ہوئے کہا کہ:

"مجھے خدا نے یہ خبر دی ہے کہ میں تو زندہ رہوں گا، البتہ ڈاکٹر عبدالحکیم عذاب میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے گا اور یہ میری صداقت کا ایک نشان ہوگا۔"

لیکن ہوا کیا کہ مرزا صاحب اس دعوے کی اشاعت کے بعد محض دس دن زندہ رہے اور ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو دنیائے فانی سے کوچ کر گئے، جبکہ ڈاکٹر عبدالحکیم ۱۹۱۹ء تک زندہ رہے، ایک اور حقیقت دیکھئے کہ مرزا صاحب نے خود ہی اللہ تعالیٰ سے فیصلہ بھی مانگا تھا، جو اسی کتاب کے آغاز میں صفحہ پر یوں چمک رہا ہے:

"ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین۔" آمین

(الاعراف: ۹۰)

ترجمہ: "اے ہمارے خدا! ہم میں اور ہماری قوم میں سچا فیصلہ کر دے اور تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔"

اسی طرح کا فیصلہ ۱۵/ اپریل ۱۹۰۷ء کو بذریعہ اشتہار مولانا ثناء اللہ امرتسری کے بارے میں بھی مانگا تھا اور کہا تھا کہ: "جھوٹے کو سچے کی زندگی میں مار دے" مولانا امرتسری مرزا صاحب کے بعد ۴۰ سال تک زندہ رہے اور ۱۹۴۸ء کو سرگودھا میں طبعی موت انتقال فرمایا۔

مرزا صاحب نے فیصلہ مانگا... اللہ تعالیٰ نے فیصلہ دے دیا... اور بے شک اللہ تعالیٰ سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ اب یہ ان کے پیروکاروں پر منحصر ہے کہ وہ یہ فیصلہ مانیں یا نہ مانیں، دنیا کے سامنے تو حق ہمیشہ کی طرح واضح ہو گیا ہے، پھر جھوٹے کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ بھی مرزا صاحب کی زبانی ہی بہتر رہے گا:

"ظاہر ہے کہ جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔"

(چشمہ معرفت طبع اول قادیان، ۱۹۰۸ء، ص: ۲۲۳)

(Page-231 on webedition

میں ایکسپریس نیوز کے میزبان جناب مبشر لقمان صاحب اور جیو ٹی وی کے جناب جاوید احمد غامدی صاحب سے بالخصوص گزارش کروں گا کہ اس مضمون کو بلکہ مرزا صاحب کی پوری کتاب "چشمہ معرفت" کو پڑھیں۔ آپ پر "علم و معرفت" کے مزید انکشافات ہوں گے۔ پھر اس پر بھی اپنا تبصرہ کریں کیونکہ آپ سچ اور جھوٹ کو الگ کرنے کا فن جانتے ہیں۔ یو ٹیوب پر آپ کے ویڈیو کلپ (VideoClips) بڑے فخر سے دکھائے جا رہے ہیں۔

(بشکریہ روزنامہ پاکستان، لاہور ۱۲/فروری ۲۰۱۰ء)

خبروں پر ایک نظر

داتہ مانسہرہ میں سہ روزہ ردِ قادیانیت کورس

مانسہرہ (رپورٹ: مولانا نازاہد وسیم) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت قلندرآباد مانسہرہ کے زیراہتمام جامعہ ختم نبوت، جامع مسجد خضریٰ داتہ موڑ میں مورخہ ۲۳، ۲۴ اور ۲۵ جنوری کو سہ روزہ ردقادیانیت کورس منعقد ہوا، جس میں سو سے زائد رفقاء نے شرکت کی۔ مقامی یونٹ کی طرف سے تمام شرکاء کورس کو کاغذ، قلم کی سہولت مہیا کی گئی، کورس کا آغاز ضلع مانسہرہ مجلس کے امیر مفتی وقار الحق عثمانی مدظلہ کے بیان سے ہوا جبکہ مولانا محمد ہارون، قاری عبدالقدیر سمیت کئی ایک علمائے کرام نے افتتاحی بیانات کئے۔ مدرس کے فرائض مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مرکزی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان نے سرانجام دیئے۔

۲۳/جنوری:

مولانا شجاع آبادی نے حاضرین سے ”مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اور دین اسلام کی بنیاد“ ہونے کے عنوان پر خطاب کیا اور بتلایا کہ عقیدہ ختم نبوت ایک سو آیات، دو سو دس احادیث اور اجماع امت سے ثابت ہے، ان میں سے کسی ایک کا انکار کرنا کفر ہے، لہٰذا مرزا قادیانی اور اس کی ذریت قرآن وسنت اور اجماع امت کا انکار کرنے کی وجہ سے دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

۲۴/جنوری:

افتتاحی خطاب مجلس راولپنڈی کے خطیب و مبلغ مولانا نازاہد وسیم نے کیا اور مولانا شجاع آبادی نے اس موقع پر قادیانی کفر پر دلائل دیتے ہوئے کہا کہ مرزا قادیانی کے کفر پر یوں تو دسیوں دلائل موجود ہیں لیکن میں چند عام فہم باتیں عرض کرتا ہوں جن کا قادیانیوں کے پاس کوئی جواب نہیں:

۱:...اللہ تعالیٰ کا نبی جھوٹ نہیں بولتا۔

مرزا قادیانی نے دسیوں جھوٹ بولے جو اس کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے۔

۲:...ہر نبی پر وحی اس کی قوم کی زبان میں آتی رہی ہے۔

جبکہ مرزا قادیانی کو نام نہاد وحی عربی، فارسی، انگلش، سنسکرت جیسی غیرقومی زبان میں آئی۔

۳:...اللہ تعالیٰ کا نبی شاعر نہیں ہوتا۔

مرزا قادیانی کے اشعار کے تین مجموعے درثمین کے نام سے دستیاب ہیں۔

۴:...اللہ کا نبی کسی انسان کا شاگرد نہیں ہوتا۔

مرزا قادیانی نے فضل علی، فضل احمد، گل علی شاہ سے تعلیم حاصل کی۔ (کتاب البریہ ص:۱۶۲، ۱۶۳)

۵:...اللہ کے سچے نبیوں پر حضرت جبریل علیہ السلام وحی لاتے رہے۔

مرزا قادیانی پر ٹیچی ٹیچی وحی لاتا تھا۔

۶:...تمام انبیاء کرام اپنے زمانے کے انتہائی خوبصورت انسان تھے۔

مرزا قادیانی ایک آنکھ سے کانا اور بھینگا تھا۔

۷:...اللہ کا نبی سب سے عمدہ قوم سے تعلق رکھتا ہے۔

مرزا قادیانی مغل برلاس تھا، جبکہ سب سے عمدہ ہاشمی النسل ہوتا ہے۔

۸:...اللہ تعالیٰ کا نبی موذی اور قابل نفرت بیماری کا شکار نہیں ہوتا جو اسے تادم زیست چمٹی رہے۔

مرزا قادیانی نامردی، مراق، سلسل بول (دن میں سو سو مرتبہ پیشاب آتا)، شوگر، خارش، دردگردہ، اعصابی کمزوری جیسی امراض کا شکار تھا۔

۹:...اللہ کے نبی کو احتلام نہیں ہوتا۔

مرزا قادیانی کو احتلام ہوا۔

(سیرت المہدی ج:۳ ص:۲۳۳)

۱۰:...تمام انبیاء کرام مرد تھے، کسی عورت کو نبوت نہیں ملی۔

مرزا قادیانی کا مریم اور حاملہ ہونے کا دعویٰ ہے۔ (کشتی نوح ص:۴۷، خزائن ج:۱۹ ص:۵۰)

۱۱:...اللہ کا نبی کتابیں لکھنے نہیں آتا۔

مرزا قادیانی کی اسّی کے قریب کتابیں اس کے کذاب ہونے کی دلیل ہیں۔

۱۲:...اللہ کا نبی جہاں فوت ہوتا ہے وہیں دفن کیا جاتا ہے۔ (ترمذی ج:۱ ص:۱۹۸)

مرزا قادیانی کو لاہور میں ہیضہ کی حالت میں موت آئی، جبکہ قادیان میں تدفین۔

انہوں نے کہا کہ قادیانیوں کے پاس ان مذکورہ بالا دلائل کے کوئی جواب نہیں۔

۲۵/جنوری:

ابتدائی بیان مولانا نازاہد وسیم کا ہوا۔

بعد ازاں مولانا شجاع آبادی نے رفع ونزول مسیح علیہ السلام کے عنوان پر خطاب کیا، انہوں نے بتلایا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے ۱۱۱۲ احادیث میں ۲۰۹ علامات کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا بیان کیا۔ انہوں نے کہا کہ رفع ونزول مسیح علیہ السلام کا عقیدہ بھی امت مسلمہ کا اجماعی عقیدہ ہے، قادیانیوں نے اس عقیدہ کا انکار کر کے اپنے آپ کو امت مسلمہ سے الگ کر لیا ہے، انہوں نے کہا کہ چونکہ مرزا قادیانی نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ بھی کیا تھا، اس لئے اس دعویٰ کو سچا کرنے کے لئے مرزا نے حیات اور رفع ونزول کا انکار کیا۔

تقسیم اسناد:

قبل از ظہر تقسیم اسناد کی تقریب منعقد ہوئی جس کی صدارت مولانا محمد ہارون نے کی۔ مولانا ضیاء الرحمٰن ، جناب محمد اعظم، محمد اقبال کلوروی، قاری عبدالقدیر، مولانا مفتی وقارالحق عثمانی نے ۱۱۰ شرکاء کورس کو اعزازی سند عطا کی۔

کورس کا اہتمام قاری عبدالقدیر، سید شجاعت علی شاہ، محمد خورشید، محمد اشفاق، حاجی سعید احمد، ماسٹر محمد ثاقب، محمد اعظم نے کیا تھا۔ شرکاء کورس نے اسباق کے باقاعدہ نوٹس تیار کیے۔ انشاء اللہ یہ کورس قادیانیت کے مقابلہ کے لئے سنگ میل ثابت ہوگا۔

مولانا ہزارویؒ کی قبر مبارک پر حاضری:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے وفد نے مفتی وقارالحق عثمانی کی سرکردگی میں بفہ میں مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کی قبر مبارک پر حاضری اور فاتحہ پڑھی۔ مولانا ہزاروی تحریک آزادی تحریک ختم نبوت کے عظیم راہنما تھے، جمعیت علماء اسلام کے قیام کے لئے ان کی خدمات سنہری حروف سے لکھی جائیں گی۔ انہوں نے اپنی ساری زندگی احقاق حق اور ابطال باطل میں گزاری۔ ۴/فروری ۱۹۸۱ء کو انتقال فرمایا۔ بفہ کے قبرستان میں محوخواب ہیں۔

مبلغین ختم نبوت کی دیگر مصروفیات:

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کورس کے بعد ۲۳/جنوری بعد نماز مغرب جامعۃ القمر کڑھا شنکیاری میں حکیم محمد طاہر فاروقی کی دعوت پر پہنچے۔ جہاں مولانا شجاع آبادی نے بنات کو قادیانی فتنہ کی سنگینی سے آگاہ کیا اور انہیں قادیانیت اور امت مسلمہ میں بنیادی اختلافات سے روشناس کرایا۔

۲۴/جنوری بعد نماز مغرب جامعہ حسینیہ للبنین والبنات شنکیاری میں ختم نبوت کے عنوان پر مولانا زاہد وسیم نے اور حیات اور رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام پر مولانا شجاع آبادی نے خطاب کیا۔ جامعہ حسینیہ شنکیاری کے علاقہ میں معیاری درسگاہ ہے، جس کی بنیاد مولانا سید نواب حسین شاہؒ نے رکھی، موصوف جید عالم دین، کتابی مدرس تھے، ساری زندگی درس وتدریس اور قال اللہ وقال الرسول کی صدائیں بلند کرتے ہوئے گزری، چند ماہ قبل ان کا انتقال ہوا اور تاریخی جنازہ ہوا، ہزاروں کی تعداد میں مسلمانوں نے جنازہ میں شرکت فرما کر انہیں والہانہ خراج عقیدت پیش کیا۔ بعدازاں مدرسہ سے ملحقہ ان کی قبر پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی و دعائے مغفرت کی۔ اس وقت ان کی جانشینی ان کے فرزند ارجمند مولانا سید محمد طاہر شاہ اور مولانا سید محمود الحسن مارہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پروگراموں کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔

بہاولپور میں ردِقادیانیت وعیسائیت کورس کا انعقاد

بہاولپور (نامہ نگار) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے جامع مسجد حاجی محمد اشرف غلہ منڈی میں ایک ردقادیانیت وعیسائیت کورس رکھا گیا۔

۳۱/جنوری ۲۰۱۰ء کو مجلس کے مبلغ مولانا راشد مدنی نے لیکچر دیا، جس میں مولانا نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی حیات کے مسئلہ پر بحث کی۔ عیسائی اور قادیانیوں کے عقائد کا رد کیا اور قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب دیئے۔ سیدنا امام مہدی علیہ الرضوان کے ظہور کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کی روشنی میں ان کی علامات، ان کا ظہور اور ان کا حسب ونسب بیان کیا اور قادیانیوں کو چیلنج کیا کہ مرزا قادیانی میں کوئی ایک علامت دکھائیں لیکن یقین کامل ہے کہ قادیانی قیامت کی صبح تک نہیں دکھاسکتے۔

یکم فروری کو مجلس کے مرکزی راہنما مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے لیکچر دیا، جس میں مولانا نے سچے اور جھوٹے نبی میں فرق بیان کیا، سچے انبیاء کرام علیہم السلام کی خصوصیات مولانا نے سبقاً طلبا اور کورس میں شریک حضرات کو لکھوائیں تقریباً بارہ نشانیاں بیان فرمائیں اور مجلس تحفظ ختم نبوت کا مکمل تعارف بیان فرمایا۔

۲/فروری کو شاہین ختم نبوت حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے مجلس تحفظ ختم نبوت کی خدمات کو بیان کرتے ہوئے کہا کہ قادیانیوں کو اکابرین ختم نبوت نے ہر میدان میں ذلیل وخوار کیا، چاہے وہ تقریر کا میدان ہو یا تحریر کا، یا مناظروں کا، یا عدالتوں کا اندرون ملک اور بیرون ملک اللہ رب العزت نے مسلمانوں کو سرخرو فرمایا اور قادیانیوں کو ذلیل وخوار فرمایا، جس پر اللہ کا جتنا شکر ادا کیا جائے، اتنا کم ہے۔ مولانا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیات کے متعلق بھی فرمایا کہ سچے نبیؐ نے میدان بدر میں جس جس کافر کے متعلق جو فرمایا صحابہ کرام فرماتے ہیں وہیں وہ دشمن رسول جہنم رسید ہوا تھا، مولانا نے کہا کہ سانپ اور بچھو سے صلح ہوسکتی ہے لیکن قادیانیوں سے نہیں ہوسکتی، کیونکہ یہ مسئلہ بہت اہم اور ذات نبی علیہ السلام کا ہے اس کی اہمیت کا اندازہ علماء کرام اور طلبا حضرات اس بات سے لگائیں کہ پاک وہند کے عظیم محدث سید محمد انور شاہ کشمیریؒ فارغ ہونے والے اپنے طلبا کو سند اس وقت تک نہیں دیتے تھے جب تک ان سے تحفظ ختم نبوت کے کام کرنے کا عہد نہیں لیتے تھے۔

کورس میں مفتی عطاء الرحمٰن، قاری رشید احمد، مولانا حبیب احمد، مولانا محمد احمد، مولانا عبدالشکور، مولانا صہیب احمد، قاری منظور مدنی، قاری محمد عبداللہ، قاری اللہ یار، مولانا عبداللہ، مولانا جمیل الرحمٰن عباسی اور مدارس عربیہ کے طلبا نے بھرپور شرکت کی، یونیورسٹی، میڈیکل کالج کے طلبا نے بھی شرکت کی اور شہر کے معززین نے بھی شرکت کی۔

مسلمان حکمران سوئٹزرلینڈ کے بینکوں سے اپنا سرمایہ نکال لیں: حافظ حسین احمد

عالمی سطح پر تمام انبیاء کرام اور آسمانی کتابوں کی توہین کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے

احتجاجی مظاہرے میں علماء بلوچستان کے مطالبات

کوئٹہ (رپورٹ: مولانا محمد یوسف نقشبندی)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کی اپیل پر سوئٹزرلینڈ میں مساجد کے میناروں پر پابندی، برطانیہ میں سب سے بڑی مسجد کی تعمیر میں رکاوٹ اور بعض ممالک میں ایک مرتبہ پھر حضور علیہ السلام کے توہین آمیز، دل آزار اور شرانگیز خاکوں کی اشاعت پر ۲۹/ جنوری ۲۰۱۰ء جمعۃ المبارک کو کوئٹہ شہر میں یوم احتجاج منایا گیا۔ علماء کرام نے جمعہ کے اجتماعات میں قراردادیں منظور کرائیں اور نماز جمعہ کے بعد میزان چوک پر احتجاجی مظاہرہ ہوا، جس کی صدارت صوبائی امیر مولانا عبدالواحد نے کی۔

جمعیت علماء اسلام کے مرکزی راہنما حافظ حسین احمد نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سوئٹزرلینڈ میں مساجد کے میناروں کو گرانے کے قانون بننے کے بعد صدر زرداری سمیت مسلم ممالک کے حکمران سوئس بینکوں سے اپنا سرمایہ نکال کر اپنے اپنے ممالک لے جائیں، انہوں نے کہا کہ ۲۰۰۵ء میں ڈنمارک میں حضور علیہ السلام کے خاکے چھاپنے والا زندہ جل کر راکھ ہوگیا تھا۔ ڈنمارک کے صحافی Jayyland کے اخبار Puk-Damsgard اسلام آباد میں رہ رہے ہیں، اس کو فوری طور پر ملک بدر کیا جائے۔ حافظ حسین احمد نے کہا کہ دینی مدارس امریکی ڈرون حملوں کے ڈر کی وجہ سے بند نہیں کئے جائیں گے۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا نور محمد نے کہا کہ عالم کفر نے مسلمانوں پر عرصہ حیات تنگ کیا ہوا ہے، عالم کفر عراق، افغانستان میں قتل و غارت گری کے بعد شعائر اسلام کی توہین کررہا ہے۔

مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی شوریٰ کے رکن مولانا انوارالحق حقانی نے کہا کہ امریکا اور اس کے حواریوں نے عالم اسلام کے خلاف صلیبی جنگ شروع کی ہے، کل تک امریکا طالبان کو دہشت گرد قرار دے رہا تھا، آج امریکا نے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں اور مذاکرات کے لئے تیار ہے لیکن طالبان نے کہا کہ امریکا افغانستان سے اپنا بستر بوریا گول کرے تب ہم بات کریں گے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے صوبائی امیر مولانا عبدالواحد، مبلغ مولانا محمد یوسف نقشبندی جلال پوری، مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی، مولانا نذر محمد، مفتی محمد احمد خان، حاجی محمد اکبر نے اپنے خطابات میں کہا کہ مسلمان جتنا بھی گناہگار ہو حضور علیہ السلام کی ناموس کے لئے وہ اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا اپنے لئے فخر سمجھتا ہے، انہوں نے کہا کہ آج امت مسلمہ کے اتحاد کا وقت ہے، مسلمانوں کی نااتفاقی اور مسلمان حکمرانوں کی بے حسی کی وجہ سے آج حضور علیہ السلام کی غیر مسلم توہین کررہے ہیں۔ اس موقع پر مندرجہ ذیل قراردادیں منظور کی گئیں:

یہ عظیم اجتماع سوئٹزرلینڈ میں میناروں پر پابندی، برطانیہ میں سب سے بڑی مسجد کی تعمیر میں رکاوٹ اور بعض ممالک میں ایک مرتبہ پھر توہین آمیز دل آزار اور شرانگیز خاکوں کی اشاعت کی پرزور مذمت کرتا ہے، اسے بنیادی انسانی حقوق اور مذہبی آزادی کے منافی قرار دیتا ہے اور اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ اس وقت عالمی سطح پر ایک ایسے قانون کی موجودگی ازحد ضروری ہے، جس میں تمام انبیاء کرام اور آسمانی کتابوں کی توہین کو قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے اور اظہار رائے کی آزادی اور توہین کے مابین فرق واضح کیا جائے، نیز اس بات کی ضمانت دی جائے کہ کسی بھی مذہب کے پیروکاروں کے تہذیب وکلچر کے خاتمے اور مقدس شعائر کی بے حرمتی سے مکمل اجتناب کیا جائے گا، اس سلسلے میں مطالبہ کرتے ہیں کہ پاکستان کلیدی اور قائدانہ کردار ادا کرے اور عالمی سطح پر وزارت خارجہ کے ذریعے احتجاج کرے اور او آئی سی سے رابطہ کرکے عالمی سطح پر اس قانون کی منظوری کے لئے جدوجہد کرے اور مسلمان حکمران دینی غیرت اور حمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے سوئٹزرلینڈ کے بینکوں سے اپنا سرمایہ نکالیں، مولانا عبدالواحد کی دعا پر اجتماع ختم ہوا۔ کوئٹہ کی مرکزی جامع مسجد میں قاری انوارالحق حقانی، جامع مسجد قندھاری میں مولانا عبدالواحد، جامع مسجد سنہری میں مولانا قاری عبداللہ منیر، جامع مسجد گول سیٹلائٹ ٹاؤن میں مولانا قاری عبدالرحیم رحیمی، جامع مسجد طوبیٰ میں مولانا عبداللہ مسلم، جامع مسجد طیب میں مولانا مفتی عبدالصمد کردگائی، جامع مسجد الحبیب میں مولانا صاحبزادہ وزیر احمد شرودی، جامع مسجد بسم اللہ میں مولانا یٰسین عباسی، جامع مسجد عمر میں مولانا محمد یوسف نقشبندی، جامع مسجد سراج میں مولانا مفتی احمد، جامع مسجد نورانی میں مولانا سید نورالدین ہاشمی، جامع مسجد شہید کلی اسماعیل میں مولانا عبدالہادی، جامع مسجد اقصیٰ میں مولانا محمد عابد، جامع مسجد عزیزیہ میں مولانا عبدالمتین، جامع مسجد نیلا گنبد میں مفتی گل حسن، جامع مسجد شہباز ٹاؤن میں مولانا مفتی عبدالقیوم مشوانی، جامع مسجد جامعہ رشیدیہ میں مولانا حافظ حسین احمد شرودی، جامع مسجد منارہ آغائی روڈ میں مولانا محمد طاہر توحیدی، جامع مسجد شالدرہ میں مولانا عبدالرحمن، جامع مسجد ابدالی میں مولانا پیر نقیب اللہ آغا اور دیگر مساجد میں نماز جمعہ کے اجتماعات میں قراردادیں منظور کیں۔

تین روزہ ردِ قادیانیت کورس فیصل آباد

فیصل آباد (نمائندہ خصوصی) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کے زیر اہتمام تین روزہ ردِ قادیانیت کورس فیصل آباد کے مقامی دفتر بالمقابل سوئی گیس دفتر نواز ٹاؤن سرگودھا روڈ میں ۲۶، ۲۷، ۲۸ جنوری ۲۰۱۰ء بروز منگل، بدھ، جمعرات روزانہ نماز ظہر تا عصر منعقد ہوا، جس میں مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ ملتان کے خصوصی لیکچر ہوئے۔

ان کے علاوہ مولانا حق نواز خالد، مولانا محمد شریف عثمانی، صاحبزادہ حافظ مبشر محمود، قاضی عبدالخالق نے بھی لیکچر دیئے۔

کورس کے انتظامات دفتر کی چھت پر کیے گئے جس میں پہلے دن کورس کے شرکاء کی تعداد تقریباً ۵۰ اور دوسرے ۱۰۰ سے زائد اور تیسرے دن ڈیڑھ سو تھی۔

استاذ المبلغین مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے کورس کے شرکاء کو نوٹس تیار کروائے کہ اللہ کا سچا نبی جھوٹ نہیں بولتا، مرزا قادیانی نے دسیوں جھوٹ بولے، اللہ کے سچے نبی پر وحی اس کی قوم کی زبان پر آتی رہی ہے، مرزا قادیانی کی خرافات (وحی) غیر قومی زبانوں (عربی، فارسی، انگلش، سنسکرت) میں آتی رہی، جو اس کے جھوٹے ہونے کی دلیل ہے، نبی اپنے زمانے کا سب سے زیادہ حسین انسان ہوتا ہے، نبی شاعر نہیں ہوتا، نبی کتابیں نہیں لکھتا، مرزا قادیانی بدصورت تھا، اس کی شاعری تین جلدوں میں درثمین کے نام سے موجود ہے، مرزا قادیانی کی اسی کے قریب کتابیں اس کے کذاب ودجال ہونے کی مستقل دلیل ہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی راہنما مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت دین اسلام کی بنیاد ہے، عقیدۂ ختم نبوت پر غیر متزلزل ایمان کے بغیر آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا اور کہا کہ قادیانیت کے خاتمے تک ختم نبوت کی تحریک جاری رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ قادیانیت کو دنیا کے ہر فورم پر شکست دی جاچکی ہے۔ پاکستان کے لوئر کورٹ سے سپریم کورٹ تک، پارلیمنٹ سے ماریشس تک، بہاولپور کی عدالت عظمیٰ سے لے کر کیپ ٹاؤن (جنوبی افریقا) کے سپریم کورٹ تک، ہر عدالت میں قادیانیت کا کفر روز روشن کی طرح واضح ہو چکا ہے۔ انہوں نے الطاف حسین، سلمان تاثیر، عدیل خان جیسے سیکولر سیاستدانوں کے ختم نبوت اور ناموس رسالت کے محافظوں کے خلاف بیانات کی مذمت کی۔ آخر میں کورس کے شرکاء کو چھ اقسام پر مشتمل لٹریچر کا ایک سیٹ دیا گیا اور اختتامی نشست کے مہمان خصوصی دارالقرآن کے مہتمم حضرت مولانا قاری محمد یٰسین اور ڈاکٹر قاری محمد صولت نواز تھے اور اختتامی دعا قاری محمد یٰسین نے کروائی۔

۲۶/ جنوری بروز منگل بعد نماز عشاء، مرکزی جامع مسجد حنفی دیوبندی گوکھووال میں ایک عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا مدظلہ نے مختصر مگر پر اثر خطاب فرمایا اور ان کے علاوہ مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی نے بھی خطاب کیا۔

۲۷/ جنوری بروز بدھ نماز عشاء جامع مسجد انوری غلام محمد آباد میں مولانا حق نواز خالد اور مولانا اللہ وسایا مدظلہ کا بیان ہوا۔ اسی طرح ۲۸/ جنوری بروز جمعرات بعد نماز مغرب تا عشاء جامع مسجد صدیقیہ جھال والی ستیانہ روڈ میں شاہین ختم نبوت کا مفصل خطاب ہوا، اس کے علاوہ ان تین دنوں میں فیصل آباد کے جماعتی احباب نے ملاقاتیں کی۔

دعائے صحت کی اپیل

چند دن پہلے فیصل آباد جامعہ طیبہ کے مدیر استاذ القراء حضرت مولانا قاری محمد ابراہیم کو فالج کا اٹیک ہوا ہے جماعت کے بہت ہی مخلص ساتھی ہیں۔ دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ ان کو کامل صحت عطا فرمائیں۔

مجلس کے مبلغ کا خیرپور میرس، نوشہروفیروز اور نوابشاہ کے لئے تبلیغی دورہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغ مولانا تجمل حسین نے اپنے علاقہ کی رپورٹ ارسال کی ہے جو نذر قارئین ہے

۲۸/ محرم الحرام بروز جمعۃ المبارک کوتا گوموری گوٹھ مولا دادمری میں نوجوان ساتھی حافظ عبدالمنان اور دیگر حضرات نے ایک جلسہ ”ختم نبوت کانفرنس“ کے نام پر منعقد کیا، اس جلسہ میں مقامی قرأ حضرات و نعت خواں حضرات نے بھی شرکت کی۔ اجتماع سے مولانا قطب دین، مولانا خالد محمود مری نے جمعہ سے پہلے خطاب کیا جمعہ کی نماز راقم نے پڑھائی اور نماز سے فراغت کے بعد راقم الحروف نے عقیدۂ ختم نبوت کی اہمیت اور ضرورت پر بیان کیا۔ جلسہ میں ختم نبوت کے سینکڑوں کارکنان نے شرکت کی، حاضرین میں لٹریچر تقسیم کیا گیا اور حاضرین کو سکھر کانفرنس میں شرکت کی دعوت بھی دی گئی۔ یہاں کے ساتھیوں نے ختم نبوت کے یونٹ کا بھی افتتاح کیا اور سب نے پختہ عزم کیا کہ ہم آخر دم تک ختم نبوت کا کام کریں گے۔

☆ نماز مغرب کے بعد جامعہ مدرسہ مخزن العلوم پھل شہر میں حاضری ہوئی وہاں علماء سے ملاقاتیں کیں۔

☆ بروز ہفتہ ۲۹/ محرم الحرام کو راقم نے مدرسہ کے علماء طلباء کے سامنے ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیوں کے مذموم مقاصد پر بیان کیا۔ حاضرین میں لٹریچر بھی تقسیم کیا گیا اور مدرسہ مخزن العلوم کے ناظم مولانا جاوید الرحمٰن اور مولانا اشفاق الرحمٰن کی مشاورت سے پھل شہر میں ختم نبوت کانفرنس کا اعلان کیا گیا۔

یکم صفر المظفر بروز اتوار جامعہ حمادیہ خیر پور میرس میں حاضری دی اور بزرگ راہنما مولانا میر محمد میرک اور مفتی محمد اصغر سے ملاقات کی اور ان حضرات سے خیرپور میرس شہر میں ختم نبوت کے کام کے حوالے سے مفید مشورے کئے۔

۲/صفر المظفر بروز پیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مقامی جماعت کا اجلاس منعقد ہوا، جس میں ختم نبوت کانفرنس گمبٹ کو کامیاب بنانے کے لئے لائحہ عمل طے کیا گیا اور اجلاس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس سکھر میں زیادہ سے زیادہ افراد کی شرکت کو یقینی بنایا جائے۔

اجلاس میں حافظ ظہور احمد شیخ، مولانا نعمت اللہ شیخ، حکیم عبدالواحد بروہی، جاوید احمد شیخ، مجاہد ختم نبوت عبدالسمیع شیخ اور راقم سمیت دیگر ساتھیوں نے شرکت کی۔

۴/صفر المظفر بروز بدھ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نوابشاہ کی مقامی جماعت کا اجلاس ہوا، جس میں نوابشاہ شہر میں رد قادیانیت کورس کے بارے میں لائحہ عمل طے کیا گیا اور مرکزی ناظم تبلیغ مولانا اسماعیل شجاع آبادی کے ماہ فروری میں اندرون سندھ کے دورے کے دوران نوابشاہ شہر میں پروگرام طے کئے گئے۔

۵/صفر المظفر بروز جمعرات دوڑ شہر کا سفر کیا اور بعد نماز عشاء جامع مسجد اقصیٰ میں بیان کیا اور حاضرین میں لٹریچر تقسیم کیا۔ رات کو قاری محمد جمیل کے مدرسہ میں قیام کیا اور بعد نماز فجر جامع مسجد ریلوے اسٹیشن میں درس دیا اور حاضرین میں لٹریچر تقسیم کیا۔

۶/صفر المظفر بروز جمعۃ المبارک راقم نے باندھی شہر کا سفر کیا اور وہاں مولانا عبدالرحیم سے ملاقات کی اور باندھی کی جامع مسجد میں ختم نبوت کی اہمیت اور قادیانیوں کے مذموم عقائد پر بیان کیا اور حاضرین میں لٹریچر تقسیم کیا۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ رب العالمین ہمیں اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تادم آخر ختم نبوت کا کام کرنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

بچوں کا عشق رسول ﷺ

مولانا توصیف احمد

مسلمان کا ایمان اس وقت مکمل ہوتا ہے، جب محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دنیا کے تمام رشتوں مثلاً والد، والدہ، بہن، بھائی، بیوی، بچوں، عزیز و اقارب اور تمام اشیاء پر غالب ہو اور جب آپ کی محبت دل میں موجود ہوگی تو پھر ہر قسم کی قربانی دینا آسان ہو جاتا ہے، یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرامؓ کے دل میں محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر موجزن تھی جس کی مثال پیش کرنے سے انسانی تاریخ عاجز ہے۔

اسی طرح بچوں میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حد درجہ محبت وعقیدت تھی۔ غزوہ بدر میں دو بچوں نے عشق رسول سے سرشار ہو کر مسلمانوں کے سب سے بڑے دشمن اور مشرکین مکہ کے سردار کو جہنم رسید کیا۔ ہجرت مدینہ کے موقع پر مدینہ منورہ کی چھوٹی چھوٹی بچیوں نے استقبالی گیت گا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے عشق ومحبت کا اظہار کیا۔

حضرت زید بن حارثہؓ کا واقعہ:

حضرت زیدؓ کو بچپن میں دشمنوں نے پکڑ لیا اور عکاظ بازار میں جاکر فروخت کر دیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو خرید اور آزاد کر دیا، اس کے بعد اپنی صحبت میں رکھا، ان کے والدین اپنے لخت جگر کو تلاش کرتے کرتے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے اور آپؐ سے درخواست کی کہ ہمارے بیٹے کو ہمارے ساتھ جانے کی اجازت مرحمت فرمادیں۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ زید کو اختیار ہے اگر وہ آپ کے ساتھ جانے پر راضی ہیں تو ان کو آپ کے ساتھ بھیجتا ہوں اور اگر میرے پاس رہنا چاہتے ہیں تو پھر میں ان کو روکتا نہیں ہوں، چنانچہ حضرت زیدؓ کو بلا کر والدین نے اپنی آمد کا مقصد بیان کیا، اب حضرت زیدؓ کا امتحان تھا، ایک طرف والدین ہیں تو دوسری طرف محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں مگر حضرت زیدؓ نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا انتخاب کیا اور والدین کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔

یتیم بچے کا واقعہ:

مولانا ظفر احمد عثمانیؒ فرماتے ہیں کہ: ''میں حج کے لئے گیا، حج کے بعد روضہ اقدس پر حاضری ہوئی، اس کے بعد دسترخوان لگا، میں نے کھانا کھایا، فراغت کے بعد دسترخوان کو سمیٹ لیا اور بچے ہوئے ٹکڑوں اور ہڈیوں کو ڈھیر پر ڈال دیا، میں تھوڑی دیر بعد کمرے سے نکلا اور ڈھیر پر ایک بچے کو دیکھا، آٹھ نو سال کا خوبصورت بچہ تھا، ان ٹکڑوں کو چن چن کر کھا رہا تھا۔ میں اس بچے کو دیکھ کر حیران ہوا اور اس کو اپنے ساتھ لے گیا اس کو کھانا کھلایا، اس کے بعد میں نے پوچھا تمہارے والد کیا کرتے ہیں؟ بچے نے جواب دیا: فوت ہوگئے ہیں، میں اسی طرح اپنی زندگی گزارتا ہوں، میں نے اس بچے سے پوچھا: کیا میرے ساتھ ہندوستان چلو گے؟ میں تمہیں کپڑے پہناؤں گا، عمدہ کھانا کھلاؤں گا، بچے نے کہا: میں والدہ سے اجازت لے کر آتا ہوں، وہ بچہ گیا اور اجازت لے کر آ گیا اس کے بعد بچے نے مجھ سے پوچھا: کیا وہاں پر چنے ملتے ہیں؟ میں نے جواب دیا: بہت ملتے ہیں، اس کے بعد وہ بچہ میری انگلی پکڑ کر روضہ اقدس کی طرف آیا اور انگلی سے اشارہ کرکے کہا کہ کیا ہندوستان میں روضۂ اقدس موجود ہے؟ اور مسجد نبوی کے دروازے کی طرف بھی اشارہ کیا اور دروازے کے متعلق بھی پوچھا، میں نے حسرت سے جواب دیا کہ نہیں یہ مقدس اشیاء تمہیں یہیں (مدینہ میں) ملیں گی، اس پر بچے نے میری انگلی چھوڑ دی اور کہا: میں یہیں رہوں گا، مجھے بھوک وپیاس برداشت ہے مگر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک کو نہیں چھوڑ سکتا، یہ کہہ کر بچہ رونے لگا۔'' اس کو دیکھ کر مولانا بھی رونے لگے، یہ تھا عشق رسول۔ اللہ کرے ہمیں بھی ایسی محبت نصیب ہو جائے اور آپؐ کے لئے سب کچھ قربان کرنا آسان ہو جائے۔☆

شمع ہدیٰ

نبیؐ کے ذکر سے رفعت مرے بیان میں ہے

نبیؐ کے ذکر سے رفعت مرے بیان میں ہے
کہ ”رفع ذکر“ کی آیت انہیںؐ کی شان میں ہے

سکونِ دل ہے تو بس کعبہ و مدینہ میں
نہ ہند میں ہے نہ بغداد و اصفہان میں ہے

ہو انؐ کی خاک قدم میری آنکھ کا سرمہ
یہ آرزو، دلِ رنجور و ناتوان میں ہے

حضورؐ قصرِ نبوت کی خشتِ آخر ہیں
دلیل اس کی بھی قرآن حق بیان میں ہے

وبال ہے یہ نبیؐ کی ڈگر سے ہٹنے کا
یہ سب فساد جو چاروں طرف جہان میں ہے

اب اس سے بڑھ کے کوئی خوش نصیب کیا ہوگا
جو انؐ کی رحمت ورافت کے سائبان میں ہے

رئیسؔ پہنچے گا اک روز انؐ کے روضے تک
ابھی تو قافلۂ شوق امتحان میں ہے

ڈاکٹر رئیس احمد نعمانی

سلام اس ذات پر جس کا لقب ہے فخرِ انسانی
سلام اس ذات پر آئی جو بن کر ظلِ سبحانی

سلام اس ذات پر جو باعثِ تکوینِ عالم ہے
سلام اس ذات پر جس کے سبب کونین کا دم ہے

سلام اس ذات پر جس کا تبسم روحِ میخانہ
سلام اس ذات پر جس کی نگاہیں جام و پیمانہ

سلام اس ذات پر جس کی ادا صبحِ حنیفانہ
سلام اس ذات پر جس کی ادائیں شامِ بتخانہ

سلام اس ذات پر جس کی صباحت فخرِ کنعانی
سلام اس ذات پر جس کی ہیں زلفیں سلکِ نورانی

سلام اس ذات پر روئے جو امت کی خطاؤں پر
سلام اس ذات پر جس نے دعائیں دیں جفاؤں پر

قاضی اطہر مبارک پوری

سلام زندہ باد

فرما گئے یہ ہادی لانبی بعدی

جمہوریت زندہ باد

حضرت مولانا
عبدالصمد ہالیجوی صاحب
دامت برکاتہم
درگاہ ہالیجی شریف

حضرت مولانا
عزیز الرحمٰن جالندھری صاحب
یادگار اسلاف
دامت برکاتہم

تاریخی سالانہ عظیم الشان
ختم نبوۃ کانفرنس

قاسم پارک سکھر

بتاریخ **14 مارچ 2010** بروز **اتوار** بعد از نماز **مغرب**

زیر سرپرستی
خواجہ خواجگان قطب الاقطاب
حضرت مولانا خواجہ
خان محمد صاحب
دامت برکاتہم
مخدوم المشائخ
امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

ملک کے جید علماء مشائخ عظام اور مذہبی و سیاسی جماعتوں کے قائدین، دانشور اور قانون دان خطاب فرمائیں گے

شمع ختم نبوت کے پروانوں سے شرکت کی درخواست ہے

شعبہ نشر و اشاعت
عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سکھر

071-5625463
0300-8310931
0302-3623805